نمبر ۲ | ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۰ھ روز پنجشنبہ | جلد ۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیر گولڑی کی کتاب کی حقیقت

التذکرۃ والتبصرۃ لاولی الابصار و لاہل الانصاف غور سے پڑھیں

آج کل سائیں مہر علی صاحب چشتی نے ایک کتاب بنام سیف چشتیائی بجواب شمس بازغہ مؤلفہ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی لکھی ہے جس کے صفحہ ۱۰۵ پر وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ کی تفسیر و حاشیہ چڑھاتے ہوئے سائیں صاحب نے مندرجہ ذیل ایک عجیب و غریب قصہ بطور نمونہ لکھا ہے چنانچہ وہ قصہ سیف چشتیائی سے بعینہٖ یہاں نقل کیا جاتا ہے وہو ہذا

قطب العالم سلطان العاشقین برہان المشوقین حضرت خواجہ محمد سلیمان رضی اللہ تعالے عنہ کا قصہ مشہور ہے کہ آپ کے ایک خادم بارگاہ کو جب ہندو نے ایک ہندو کے مکان میں جس میں بغرض ملاقات محبوبہ جا گھسا تھا اُس کے پکڑنے کا ارادہ کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اندر میں اُس محبوبہ کا شوہر ہے وہ خادم نہیں۔ بعد اس کے ایک روز قطب العالم رضی اللہ تعالے عنہ نے اسکو فرمایا کہ فلانے میں تمہارے لیے کب تک فلاں ہندو بنوں گا میرے سفید بالوں سے حیا کر۔ اس قصہ غریبہ کا یہاں ذکر کرنے سے سائیں صاحب کی یہ غرض ہے کہ جیسے قطب العالم نے بشکل ہندو متشکل ہو کر اپنے خادم بارگاہ کو چھپا لیا تھا ایسا ہی حضرت عیسی علیہ السلام کی شبیہ بھی کسی دوسرے انسان پر ڈالی گئی تھی اور اُس مشبہ کو یہود نے پھانسی دیدیا۔

ناظرین غور سے پڑھیں اور سوچیں کہ یہ کیسا لغو قصہ ہے جس نے مہر علی صاحب کے سارے اگلے پچھلے سرمایہ و کمال کو پبلک کے سامنے ظاہر کر دیا۔ اب ہم ترتیب وار اس لغو قصہ کو قرآن کریم کے معیار صادق کے سامنے پیش کر دیتے ہیں ناظرین خود دیکھ لیویں کہ اس سچی کسوٹی سے پرکھ کر پیر صاحب کی مؤلفات اور اُن کے مایہ کمال کو جانچ لیں گے کہ ایک صادق مامور من اللہ کے مقابلہ میں کھڑے ہو کر اپنے ہاتھوں سے اپنی پردہ دری کرا رہے ہیں۔ غور کرو

خدا تعالے فرماتا ہے تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ یعنی نیکی اور تقویٰ پر لوگوں کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر مدد نہ کرو۔ پھر خداوند تعالے فرماتا ہے فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ یعنی مجرموں کا مددگار نہ ہو۔ پیر صاحب لکھتے ہیں کہ قطب العالم نے اپنے خادم بارگاہ کے ایسے موقعہ پر مدد کی جو گناہ کے ارادہ سے بغیر اجازت مالک مکان دوسرے کے مکان میں گھس گئے پھر طرفہ یہ کہ خواجہ صاحب پر بھی مداخلت بیجا کے جرم کا ثبوت دیا جاتا ہے۔ خدا تعالے تو یوں فرماتا ہے وَلَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهَا یعنی اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں اُن کی اجازت کے سوا مت داخل ہو۔ اگر خادم بارگاہ کوئی بے علم نادان تھا تو کیا قطب العالم صاحب کو ارشاد ایزدی معلوم نہ تھا۔ اور سنو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ یعنی مومنوں کو کہدو کہ اپنی آنکھیں نیچی کرلیں اور اپنے شرمگاہوں کی نگہبانی کریں۔ پیر صاحب لکھتے ہیں اور حضرت خواجہ محمد سلیمان پر ناحق تہمت لگاتے ہیں کہ وہ اپنے خادم کے ایک اجنبی عورت کے پاس کوٹھڑی میں گھس گئے

ثمر دُڈ ہی آتھم اگر بگو کہ کجا ست
مخالف شہ لولاک لینی دجانی

مسیح و دختر احمد چو زندہ اند ہنوز
چرا بہ عقدہ سماوی شدی بحیرانی

دریں صدی کہ گذشتند سالہائی کثیر
چرا مجددے نامد ز فضل سبحانی

مثیل حضرت موسیٰ ست احمد مرسل
چرا خلیفہ او در کمال روحانی

مسیح وقت نباشد بہ گلشن ہستی
ثمر بجز رزدہ زباغ رسول صنوانی

بتیغ قاطع برہاں بداں تو کسر صلیب
زاستعارہ خنازیر را چو ے خوانی

اگر قتال کند مہدی و مسیح زماں
شود چہ سود ازیں فتن و آتش فشانی

بجائے امن جہاں موجب فساد شدی
در آمدی بفترونی بلائے دطنی

بحق ویضع الحرب آمدست صریح
چرا سلاح نداد و بسیف برہانی

شدست دعویٰ مہدی بہ بینہ ثابت
ندیدہ ٔ لو کسوف و خسوف رمضانی

وقوع واقعہ از پیشگوئے نبوی
مصحح بہ حدیث ضعیف گردانی

سزائے مفتریاں شد زحق چو قطع وتیں
کن انتظار بہ اخیرش بایر ربانی

بحسن ظن و دعا وبہ صبر و استقلال
ببیں با خر کارش اگر مسلمانی

ایک سوال اور اُس کا جواب

سوال۔ کیوں اس زمانہ میں مجدد و مصلح کی ضرورت ہے اور کیا کیا مفاسد وجود مجدد و مصلح کی مستدعی ہیں۔

جواب مذکورہ بالا سوال کا جواب اگر اسلامی اعتقاد کے لحاظ سے دیا جاوے تو اتنا کہدینا کافی ہے کہ چونکہ ہر صدی کے سر پر ایک معلم آسمانی کا آنا ضروری ہے نہ فقط از روے حدیث نبوی بلکہ بروے آیت استخلاف و نیز کل وہ مفاسد جو اب بروز مصلح کے وجود کی مستدعی ہیں کلیۃً پیدا ہو ہو گئے ہیں اس لیے کسی مصلح کا آنا ضروری ہے رہا یہ امر کہ وہ قسمی نیچرل طور پر کوئی ضرورت محسوس ہوگئی ہے جو قول خداوند عزاسمہ کی مصدق ہو تو اسکا ثبوت بر اہتہ ہر ایک مستقیم نیچرل میں مل سکتا ہے چنانچہ یہ ہے کہ جمادات سے لیکر تو انسان تک ہر شی ہر آن ایک تغیر میں ہلتی پڑتی ہے یہاں تک کہ ان اشیا خواص بھی ان میں جو مرکھاتے ہیں گویا زمانہ کی بوقلمونی نئی تاثیر و خوبی کو مات نہیں کرسکتی بلکہ اپنی رو میں ہو نئی خواص ان اشیا میں دکھتی ہے جو پہلے سابق حالت میں نامعلوم تہا۔ سو جسطرح کلام الٰہی بھی اپنی بشکل خود یہی میں نیچرکے کسطرح اپنی خوبیوں و معارف کے دکھانے میں پیچھے نہیں۔ سو جیسا نیچر کے عاشق لزدان قدرت کے باتیں ہیلنے پرہی معنا پیدا کردیتی ویسی کلام الٰہی کے لزداں زمانہ کے بدلنے پرہی پیدا کردیتا ہے کیونکہ جب الٰہی بیحد و بلا انتہا اپنی ذات مبارک میں ہے تو اُسکا قول و فعل بھی اپنی ذات میں بیحد و بے انتہا ہے جیسے اُسکے نیچر کے اثر اسیطرح فتنہ زمانہ کی ضرورات پیدا ہو جاتے ہیں تو ویسی ہی اُسکے کلام مجید کے سمجھنے والے ایسے موقعہ پر اللہ تعالیٰ آپ بھیجدیتا ہے پہر وہ مفاسد انکو دفعیہ کیلئے جیسے نیچر خاص خاص بوٹیوں کے اُگانے سے علاج پیدا کردیتی ہے اسیطرح کلام الٰہی خاص خاص مفاسد انسانی کو زائل کرنیکیلیے خاص خاص علاج پیدا کردیتی ہے گویا فعل و قول خداوندی اپنی تاثیرات و اسباب خیزی سے یقینا مجازی مطابقت رکہتی ہیں جس جس قسم کے مفاسد فی زمانہ نیچر سے پیدا ہوتے ہیں ویسی ویسی ہی مذہبی دنیا بھی قول خداوندی کے موافق واقعات فاسدہ پیش آتے ہیں سو جیسے کہ نیچر میں خاص امراض کے ظہور کیوقت خدا تعالیٰ نے نیچر کو خادم بناکر ایک حاذق طبیب کے ذہن کو رسائی دیکر صحت بخشی ویسی ہی روحانی امراض کے پیدا ہونے پر اسنے سلسلہ انبیاء و اولیاء و مجددین و مصلحین قائم کیا جو ضرورت حقہ پر آکر اسی رسوم پاک ہر حسنۂ آدم کیوقت ایک قوم میں جسکی فساد کی فرشتوں نے بھی دہائی دی تھی امن و صلحکاری پہیلائی تہی ہر کلام ہر آن کو فساد کو رفع کرنیکیلیے بھی مجدد و مصلح کی ضرورت ہے۔ زمانہ شاہد ہے اور تجربہ بتاتی ہے کہ کس طرح قومیں ترقی و تنزل روحانی و جسمانی کرتی ہیں اور کیا کیا رذیل اسباب انھوں نے تنزل کے لیے پیدا کیے اور کیا کیا۔ علی ہذا کسی مصلح کے نہ آنے پر انکو ذلت دیتی ہے جنکے عوض میں پیدا ہو گئے ہیں کیا کہ ممتنع نہیں۔ یہ غیبر محتاج و مہلت کی موجود ہیں جو چاہے دیکھ سکتا ہے کل اقوام کی پستی کے اسباب ایک ہی ہیں یہ کل کے عروج کی ایک سبب ہے جو اس ہی آیت قرآنی کا کام کرتی ہے جو بطرح سے ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ مفاسد کی موجودگی ضرور بالضرور مصلح کی آمد کی نشانات ہیں جیسے سوء ہوا بارش کی خوشخبری لاتی ہے ویسی ہی مفاسد دنیا مصلح کی خوشخبری لاتی ہیں موجودہ صورت زمانہ کی اگر تفصیلا ذکر کی جاوے تو ایک زمانہ چاہیے اور ایک ضخیم کتاب اسکی تشریح لکھنی چاہیے پہلو دیکھو جا بجا پر پہر نا فو مفاسد زمانہ ہر شاخ و شعبہ اخلاق کے نیچے سے مردہ مچھلی کیطرح برسطح آب تیرتے ہیں ہر ایک بالغ خرد ذرا سی چشم زدن میں معلوم کرسکتا ہے چہ جائیکہ بیان کر نہیں یا بیان کردہ کو پڑھنے میں وقت تحریر خرچ کیا جاوے قوموں میں دنیاوی لحاظ سے کیا مذہبی لحاظ سے کیا ملکی لحاظ سے کیا خوف و خشیت الٰہی سے سرد مہری پیدا ہوگئی اسمیں غیرت و پیار قطعاً جاتا رہا حیا و شرم مفقود ہو گئی محبت و سیاہ ہو گئی بنو فرائض انسانی ہم بے پرواہی عام ہو گئی مذہبی مشاغل دوکانداری سمجھے گئے پابندی مذاہب جنون یا مانیا دہریت و بیکرداری و مستعد ہی و خوبی شناسان وقت کو زمانہ سازی میں مذاہب کے مددگار سمین سمجھے جاتے تہے مذہبی پالیسی میں اثر سے لیکر سلطنت کی بربادی سمجھنے لگے گویا اُنکے نزدیک سلطنتوں کی بربادی مذہبی شوق اور خدا پرستی میں ہے مذہب میں جو شہر میں ان کے عروج و آسودہ حالی و ملکداری کا زینت ہے الغرض کہاں تک بیان کیا جاوے یہ معلوم قوموں میں خدا پرستی ہے نہ حاکموں میں نہ محبت سے بیزار ہے بجو بر الغیاث بکار ہے ہیں قریب کہ آسمان سے ایک مصلح کا نزول ہو بلکہ ہو گیا ہوتا کیونکہ زمین ہاجرہ کیطرح اپنے بچوں کے لیے ایک عرصہ سے العطش العطش پکار رہی ہے پہر کیا وجہ کہ آسمان وہ زندہ خدا لبیک لبیک کہکر اپنے عرش سے نہ اتر دے کہ اے زمین ہاجرہ اُٹھ اور جا اپنے بچے کو دیکھ کہ جو ایڑیاں پاؤں مارتے ہیں وہیں حیات کا چشمہ دودہ سا سفید اور شہد سا میٹھا پانی لیکر خود ابھرا ہے اے غفلت کے فرزندو غفلت سے جاگو اور بستر آرام سے کروٹ بدلو اور دیکھو تمہارے لیے ہاں تمہارے لیے آسمان سے اللہ تعالیٰ نے اپنی سُنت مستمرہ کیموافق یعنی قادیان سے ایک شخص پیدا کیا اور یہ وہی شخص ہے جسکو دانیال نبی نے اپنی کتاب میں اور عیسیٰ ابن مریم نے اپنی کتاب میں اور پیغمبر آخر الزمان نے صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاک لبوں سے فرمایا تہا کہ جب سورج اور چاند گرہن لگے اور جب ایک شخص قتل ہو اور یاجوج ماجوج اپنی زمینوں سے نکلیں اور دجال کی شرارت حد سے گذرے اور مومنوں میں برائے نام ایمان ہو تو اُس وقت ایک مجدد فارسی الاصل مامور کیا جاویگا

الطلاق فی الاسلام

مصری اخبار المویدمین اس عنوان سے ایک مضمون شایع ہوا (جسکا ترجمہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔)

ایڈیٹر

اگر کوئی شخص اس بات کا دعوے کرے کہ صرف مذہب اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے آبادی کے مسئلہ کیطرف خاص توجہ کی ہو اور اُن اصول کو بیان کیا ہے جنپر اُس کی ترقی کا دار و مدار ہے تو کچھ یہ ہرگز مبالغہ سمجھا جاویگا کیونکہ آبادی کی بنیاد خاندان کے پیدا کرنے پر ہے۔ قرآن مجید مین کسی مسئلہ کی نسبت اس قدر احکام وارد نہین ہوئے جس قدر کہ اس کی نسبت وارد ہوئے ہین۔ کوئی سورۃ ایسی نہین جسمین نظام خاندان کا کوئی اصول بیان نہ کیا گیا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر اوقات اور موقعون پر اکثر اہم امور کی نسبت سوال کیا جاتا تھا آپ کبھی تو قرآن مجید کی زبان مین اور کبھی اپنے اجتہاد سے جواب دیتے تھے مگر آپ کو کبھی ایسا جواب دینے کا اتفاق نہیں ہوا جیسا کہ اس آیت مین مذکور ہے ”* قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجہا و تشتکی الی اللہ واللہ یسمع تحاورکما ان اللہ سمیع البصیر“ واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک عورت حاضر ہوئی اور شکایت کی کہ میرے شوہر نے مجھ سے ظہار کیا ہے۔ آپنے فرمایا کہ تو اُس پر حرام ہو گئی۔ اس پر وہ عورت اپنے شوہر کے بارے مین آپ سے جھگڑنے لگی حتی کہ قرآن مجید نے اس بحث کا فیصلہ کر دیا اور شوہر کے قول کو ایک بیہودہ اور جھوٹی بات فرمایا۔ مذہب اسلام ظہار کرنے والون کو یہ سزا نہین دیتا کہ عورت اس پر قطعی حرام ہو جاوے بلکہ ایسی سزا تجویز کرتا ہے جسکا اثر خاص مرد کی ذات تک محدود رہے۔ خداوند تعالے فرماتا ہے۔

”† الذین یظاھرون من نسائھم ماھن امھاتھم ان امھاتھم الا اللائی ولدنھم وانھم لیقولون منکراً من القول وزورا۔ ان اللہ لعفو غفور۔ والذین یظاھرون من نسائھم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا ذالکم توعظون بہ واللہ بما تعملون خبیر۔ فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین من قبل ان یتماسا فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکینا ذالک لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتلک حدود اللہ وللکافرین عذاب الیم“

قرآن مجید مین دو سورتین عورتون کے نام کے ساتھ موسوم ہوئی ہین۔ ایک طویل اور دوسری قصیر یعنی طلاق۔ ایک تیسری سورۃ بھی انہین کے ساتھ شامل ہونی چاہئے یعنی سورۃ مجادلہ جسمین شوہر اور زوجہ کے تعلقات کی نسبت بحث ہے۔ اور یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ اس چھوٹے سے گروہ یعنی خاندان کو ایک مہتم بالشان چیز ظاہر کرنا مقصود ہے جس سے مرکب ہو کر قوم کا گروہ بنتا ہے۔

---

† مسلمانو!! جو لوگ تم مین سے اپنی بیبیون کے ساتھ ظہار کر بیٹھین وہ کچھ اُن کی مائین تو نہیں۔ ان کی مائین تو وہی ہین جنہون نے ان کو جنا ہے۔ مگر ہان بی بی کو ماں کہہ بیٹھنے سے اُنھون نے ایک بیہودہ اور جھوٹی بات کہی اور بیشک اللہ معاف کرنیوالا اور بخشنے والا ہے اور جو لوگ اپنی بیبیون سے ظہار کرتے ہین۔ پھر لوٹ کر وہی کام کرنا چاہتے ہین جسکو کہہ چکے ہین کہ نہین کرینگے تو ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے مرد کو ایک بردہ آزاد کرنا چاہئے۔ مسلمانو! تم کو یہ نصیحت کی جاتی ہے تاکہ اُس پر کاربند رہو اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ کو اُس کی سب خبر ہے پھر جسکو بردہ میسر نہو وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے مرد لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے اور جس سے نہ ہو سکین تو ۶۰ مسکینون کو کھانا کھلاوے یہ حکم اس لئے دیا جاتا ہے کہ تم لوگ اللہ اور اُس کے رسول پر پورا ایمان لے آؤ اور یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدین ہین اور جو لوگ منکر ہین اُن کو عذاب ہے

جو امر اسلام مین اس قدر مہتم بالشان ہے وہ بیشک اس بات کا سزاوار ہے کہ سب سے پہلے ہمارے علماء کی جماعت مین مابہ البحث قرار دیا جاوے اور اس مین اختلاف کا بالکل نام و نشان بھی باقی نرہنا چاہئے۔ بلکہ لازم ہے کہ اُس کے لئے ایک خاص نظام قرار دیا جاوے جس مین حدود اللہ کی پوری پوری رعایت کی گئی ہو اور وہ اس طرح پر جاہلون کے ہاتھ مین نرہنا چاہئے جیسا کہ اس وقت ہے۔

خداوند تعالے نے تمام قوم کو یا ان لوگون کو جن کے ذمے قومی نگرانی عاید کی گئی ہو اس طرح پر خطاب کیا ہے ”‡ وان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا“ یون نہین فرمایا کہ زوجہ اور شوہر دونون اپنے اپنے حکم بھیجین بلکہ قوم یا اولوالامر کو حکم دیا ہے تاکہ ان کو قوم کی طرف سے قوت حاصل ہو۔ اور اُن کے فیصلے کے نفاذ مین کوئی امر مانع نہو سکے۔ مین نہین سمجھ سکتا کہ یہ صریح حکم کیون وجوب سے پھیر کر استحباب کی طرف لایا گیا بلکہ بالکل محو کر دیا گیا ہے حالانکہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے مسئلہ تحکیم کو نہایت عظیم الشان اور اہم کامون کی بنیاد قرار دیا ہے جیسا کہ حضرۃ علی رضہ اور حضرۃ معاویہ کے درمیان خلافت کے قصے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ مگر اُن کے بعد ایسے خلف پیدا ہوئے جنہون نے اپنی تمام ہمت اور قوت قومون کے مغلوب اور مقہور کرنے مین صرف کی اور اس کے سوا اپنے تمام فرائض دوسرون کے ذمے ڈالدیئے۔ پس ہم اُن امراء مین جو خلفاء کے نام سے مشہور ہین کوئی ایسا شخص نہین پاتے جس نے اُن احمقون کے روکنے کے لئے جو اس اجازت (یعنی طلاق کی اجازت) کو بہت بری طرح استعمال کرتے

ہوتا ہے۔

بقیہ حاشیہ

‡ اگر تم کو میان بی بی مین کھٹ پٹ کا اندیشہ ہو تو ایک پنچ مرد کے کنبے مین سے مقرر کرو اور ایک پنچ عورت کے کنبے مین سے لو۔

---

* اے پیغمبر اللہ نے اُس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے بارے مین تجھ سے جھگڑتی اور خدا سے فریاد کرتی تھی اور اللہ تم دونون کی گفتگو سن رہا تھا بے شک اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

تھے۔ تحکیم کی آیت پر کسی وقت عملدرآمد کیا ہو۔ اسلام
ایک کامل ایک اصول ہے کہ اگر کوئی دولتمند شخص اپنی دولت
مین بری طرح تصرف کرتا ہو تو وہ تصرف سے روک
دیا جاتا ہے (جیسا کہ اسوقت کورٹ آف وارڈس کے
ذریعہ سے انتظام ہوتا ہے) اگرچہ ہر شخص
آزادی کے ساتھ اپنے مال مین تصرف کر سکتا ہے
لیکن اس حکم مین یہ مصلحت ملحوظ ہے کہ قوم کی
افراد پر خود قوم کی طرف سے نگرانی ہو۔ تاکہ ہر شخص
اپنی تمام کاروبار مین اعتدال کے طریقہ پر ثابت
قدم رہے۔ قومی زندگی مین شوہر اور زوجہ
کے درمیان جو تعلق اور ارتباط ہے وہ اس تعلق
کی نسبت زیادہ تر قوی ہے جو ایک شخص کو اپنے
مال کے ساتھ ہوتا ہے۔ پس مین پوچھتا ہون
کہ اس مین کیون نہین احتیاط کیجاتی اور اس کو کس
وجہ مہمل چھوڑ دیا جاتا ہے کہ اسمین احمق لوگ
جسطرح چاہین تصرف کرین؟ اگرچہ ہمارے
امراء اور حکام اس کو پسند کرتے ہون مگر اسلام
علانیہ اس کا انکار کرتا ہے +

اکثر مجلسون مین ہم نے بعض کو آہستگی کے
ساتھ یہ بات کہتے سنا کہ اس تحکیم کی آیت
پر خلفائے راشدین کے مبارک زمانہ مین بھی
عملدرآمد نہین ہوا حالانکہ یہ وہ لوگ ہین جو
قرآن مجید کے رموز اور اسرار سمجھتے اور اس
پر عمل کرنے مین سب سے زیادہ حریص تھے
مین اس کے جواب مین یہ عرض کرتا ہون ذرا تامل
فرمائیے یہ خیال آپ کو صرف انہیں کتابون
پر اکتفا کرنے سے پیدا ہوا ہے جو آپکے ہاتھو
مین ہین اور کسی مجھ جیسے شخص کو اس مسئلہ پر
گفتگو کرنے کا موقع نہین ملا۔ کشاف مین تحکیم
کی آیت کی نسبت لکھا ہے کہ عبیدہ سلیمان
سے مروی ہے کہ مین حضرة علی کرم اللہ وجہہ کی
خدمت مین حاضر ہوا ایک عورة اور اسکا شوہر بھی
آپ کی خدمت مین حاضر تھے ان دونون کے
ساتھ کچھ کچھ لوگ بھی تھے ان دونون جماعتون
نے اپنی اپنی سے ایک ایک حکم مقرر کیا حضرة
علی نے اُن دونون حکمون سے فرمایا کہ تم کو معلوم
ہے کہ کونسا فرض تمہارے ذمہ عائد کیا گیا ہے
تمہارا فرض یہ ہے کہ اگر تم زوجہ اور شوہر مین
تفریق مناسب سمجھو تو تفریق کر دو اور اگر تم ان دونو
کو جمع کرنا مناسب خیال کرو تو ان کو جمع کر دو

اس پر شوہر نے کہا کہ مین تفریق نہین چاہتا
حضرة علی رض نے فرمایا کہ جھوٹا ہے تجھکو کتاب اللہ
کا حکم بہر حال ماننا پڑیگا +

عورة نے کہا کہ مین قرآن مجید کے حکم پر راضی
ہون خواہ میری مرضی کے موافق ہو یا مخالف
۔ علماء مسلمین کو اسپر غور کرنا چاہئے اگر انکو اپنے
دلائل کی اصلاح کی ضرورت ہو +

لوگون کے دلون مین سخت گھبراہٹ پیدا ہوگی جبکہ
انکو یہ بات محسوس ہوگی کہ ہماری بحث کا نتیجہ یہ ہے
کہ عورة کو اُس کے وہ حقوق دئے جائین جو اُس کو
بحیثیت زوجہ ہونے کے حاصل ہین اگر خداوند تعالے
نے عورت کو کوئی ایسی قدسی قوت عطا فرمائی ہوتی
جس سے اس کے نفس مین دائمی اطمینان پیدا ہو جاتا
اور اس پر خواہشات کے تسلط کا اندیشہ باقی نہ
رہتا تو ہم ایسی حالت مین مردون کو ان کی موجودہ
حالت گمراہی پر چھوڑ دیتے۔

اکثر عورتون کی حالت پر جو ان کی شوہرون کے
ساتھ ہے کسی قدر غور کرو۔ مین اسبات کا ذمہ
دار ہون کہ اُس شقاوت اور بدبختی کے دور کرنیکا
خیال تمہارے دلون مین ضرور پیدا ہوگا اور تمہاری
ہمت کو اُس کے دفعیہ پر آمادہ کرے گا +

مرد عورة کو ایسا اسباب خیال کرتا ہے جو اس
کے ہاتھ مین ہے اور خاص اُس کی ملک ہے
جسمین کوئی دوسرا شریک نہین اور وہ اس مین
جسطرح چاہے تصرف کر سکتا ہے اس خیال کی
بنیاد پر وہ کبھی اس کو معلقہ چھوڑ دیتا ہے اور کبھی
بے گناہ طلاق دیدیتا ہے اور خدا کی مرضی کے خلاف
اس کو نقصان پہنچاتا اور احکام خداوندی کو پس
پشت ڈالدیتا ہے۔ عورة نہایت حیران اور
پریشان ہوتی اور کسی کو اپنا مددگار نہین پاتی
ہم نے ایک ڈراما کا جو پورٹ سعید کے قاضی
کے سامنے کیا گیا ایک نہایت عجیب سین
دیکھا ہے اور وہ یہ کہ ایک عورت چادر اوڑھتی
ہے اور قاضی فوراً فسخ نکاح کا حکم دیدیتا ہے
ایسا اتفاق بارہا سنا گیا۔ کیا ہمارے
حاکمون اور رئیسون کو مناسب ہے؟ ہماری قومی
مصیبت نہایت سخت اور خطرناک ہوگئی ہے
خدا کے لئے ہماری فریاد سنو اور قوم کی
حالت پر جس کی اصلاح کا بار آپ کے ذمہ ڈالا
گیا ہے کسی قدر غور و فکر کرنے کی زحمت گوارا کرو

ایسے اہم مسائل مین صرف ایک مجتہد کی
رائے پر اکتفا کرنا کسی طرح مناسب نہین
ہے اس لئے کہ ممکن ہے کہ دوسرے آئمہ کی
رائین اس مسئلہ مین قومی مصلحتون کے مطابق
اور قوم کو ہلاکت اور بربادی سے بچانے
مین زیادہ تر مفید اور کارآمد ہون قسطنطنیہ
کے علماء نے مصری علماء پر سبقت کی کہ انہون
نے شرعی احکام کا ایک مجموعہ مرتب کر دیا
جس مین انھون نے صرف امام اعظم کے
مذہب کی پیروی نہین کی بلکہ اُنھون نے
قوم کی مصلحت کو مد نظر رکھا ہے اور اُسی کے
مطابق معاملات مین شرعی احکام لکھے ہین
پس اگر طلاق کے مسئلے میں بھی اسی طریقہ
کی پیروی کی جاوے تو بیشک نہایت
مفید ہوگا۔ جنکو خدا نے توفیق دی ہے
ان پر یہ بات چندان مشکل نہیں ہے
(قوم کی بہبودی کا خواستگار المؤید)

بیعت کا کالم

نام	مقام	ضلع	
غلام رسول	خوشاب	شاہپور۔	
فتح بی بی زوجہ غلام رسول		″	
فتح دین		″	
غلام بی بی زوجہ فتح الدین		″	
جلال بی بی زوجہ مولوی فضل الدین صاحب		″	
فتح بی بی زوجہ محمد دین	لاہور	شرق پور	
محمد عبداللہ صاحب	بمبئی		
سوہنی خان نمبردار صاحب	ساونان	جالندہر	
غنی خان نمبردار صاحب	″	″	
منشی ولاور خان صاحب	پشاور شہر		
بھاگی زوجہ شرف الدین صاحب	کہاریان	گجرات	
محمد عبداللہ		″	″
گہندیلا	گوڑپڑ	جالندہر	نوان شہر
الہ بخش	″	″	″
خیرالدین	″	″	″
سئید ہو	″	″	″
الہ بخش	″	″	″
محمد بخش	″	″	″
بدرالدین	″	″	″

تثلیث و توحید

گذشتہ اشاعت سے آگے

کتا اپنی جبلی شرارتون سے حضرت مسیح اور ان کی والدہ صدیقہ کے چال چلن پر ناجائز حملہ کرین اور ان کی عصمت اور طہارت سے محروم قرار دین پس جس نہایت مکروہ صورت پر حضرت عیسٰی اور اُن کی والدہ پر بہتان لگائے گئے اور اُن کی عیب شماری کی گئی ۔ اس کی نظیر دوسری تمام نبیون مین نہین پائی جاتی ۔ حضرت مریم صدیقہ اور اُنکے سعید لڑکے کو ایسے بہتانو سے جو کچھ دلپر صدمہ پہنچا ہوگا اس کا اندازہ ہر ایک شریف کرسکتا ہے

انھی بہتانون کی وجہ سے یہود پر یہ پھٹکار پڑی کہ جو عیب وہ حضرۃ مریم اور حضرۃ مسیح پر لگاتے تھے وہی عیب انکے مردون اور عورتون مین پھیل گئے کیونکہ یہ سنت اللہ ہے کہ جو قوم کسی نبی پر عیب لگاتی ہے وہ اس عیب مین خود گرفتار ہو جاتی ہے شلاً یورپ کے پادریون اور اُن کے پیروؤن نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر فسق و فجور کا الزام لگایا تھا آخر یہ لوگ جس قدر استیفاء لذات اور ناجائز شہوات مین گرے اور جسقدر ایک گروہ کثیر یورپ کے مردون اور عورتون نے کھلی کھلی حرام کاری کے نمونے دکھلائے دوسرے ملکون مین اس کی نظیر تلاش کرنا ایک عبث کوشش ہے ۔ غرض جو کچھ حضرت مسیح اور اُن کی والدہ کی نسبت یہود نا مسعود نے ایک طومار عیبون کا جمع کر رکھا ہے اور جیسا کہ اُن کی ساری زندگی گناہ سے بھری ہوئی زندگی قرار دی ہے یہ نظارہ پادریون کے لئے ایک نہایت عبرۃ کا نظارہ ہے اور اس سے سمجھ آسکتا ہے کہ کیونکر ہر ایک شخص کے لئے عیب جوئی کا میدان وسیع ہے ۔ پھر ان خیالات مین پڑنا کہ دوسرے تمام نبیون کو گنہگار قرار دین اور مسیح کا نام معصوم رکھین ۔ گویا خود لوگون کو توجہ دلانا ہے ۔ کہ اُٹھو تم بھی یسوع مسیح کے عیبون کی تلاش کرو ۔ وہ یاد رکھین کہ اس غیر مہذب اور گندے طریق مین پڑ کر ان کو کامیابی نصیب نہین ہوگی اور نہ یہ شریفون اور نیک فطرت انسانون کی عادت ہو سکتی ہے کہ خدا کے اُن مقدس نبیون کو گالیان دین اور ان کا نام فاسق اور فاجر رکھین جنکو اُس قادر حقیقی نے کروڑہا مخلوقات کا پیشوا ٹھہرا کر جاہ و جلال کے تخت پر بٹھا دیا ہے ۔ خوب یاد رکھو کہ تم دوسرے نبیون کو بد کہکر مریم کے بیٹے کو نیک نہین بنا سکتے خدا کے تمام پاک نبی ایک وجود کے حکم مین ہین ۔ جب وجود واحد مین سے ایک عضو کی صحت خراب ہو جائے تو سارے وجود کی صحت خراب ہو جاتی ہے کسیکا عیب مت تلاش کرو کہ وہی عیب تم پر لگایا جائیگا ۔ یہ گمان مت کرو کہ دوسرے نبیون کو عیبناک ٹھہرا کر یسوع مسیح بے عیب ثابت ہو جائیگا بلکہ خدا کی غیرت جو اس کے پاک نبیون کے لئے ہے وہ تمہیں دکھائے گی کہ یسوع کے مخالفون نے سب سے زیادہ اس کے عیب دکھلائے ہین یہان تک کہ اُنھون نے اس کی والدہ کی عفت پر حملہ کرکے یسوع کی ولادۃ کو بھی عیبناک صورۃ مین دکھایا ہے پھر معصوم کیسا اور عصمت کس بات کی ۔ یہ قرآن شریف کا مسیح اور اس کی والدہ پر احسان ہے کہ کروڑہا انسانون کی یسوع کی ولادۃ کے بارے مین زبان بند کردی اور اُن کو تعلیم دی کہ تم بھی کہو کہ وہ بے باپ پیدا ہوا تھا ورنہ اگر قرآن بھی وہی رائے حضرۃ مسیح کی ولادۃ اور ان کی مان کی چال چلن کی نسبت ظاہر کرتا ۔ جو یہودیون نے ظاہر کی تھی تو تمام دنیا اسی کثرۃ رائے کی طرف مائل ہو جاتی اور ضرورۃ اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ حضرۃ مسیح اور ان کی مانکی معصومیت ثابت کرنا ایک امر محال اور غیر ممکن ہوجاتا ۔ اور گو اب بھی لوگون کو اس جدید منطق کی طرف راہ نہین کہ کیونکر روح القدس کنواری عورتون کو عطیہ حمل عطا کرتا ہے اور نہ کسی کے پاس اس کی نظیرین ہین ۔ لیکن چونکہ اسلام نے وحی الٰہی کی اطاعت سے اس قسم کے حمل کو مان لیا ہے اس لئے ایمانی رنگ مین بکسی دلیل سے مسلمانون کو قبول کرنا پڑا کہ ایسا ہی ہوگا ۔

اب حاصل کلام یہ ہے کہ مسیح کا یہ کہنا کہ مجھے کیون نیک کہتا ہے اس سے یہ مراد ہرگز نہین ہوسکتی کہ مسیح اس طرح کی تعریف سے ناخوش تھا جب تک اس کو خدا خدا کرکے نہ پکارا جائے بلکہ ہر ایک ایماندار کا کانشنس اسی پر گواہی دیتا ہے کہ مسیح نے خدا کی عظمت اور جلال کو یاد کرکے اپنی فطرتی کمزوریون کو تصور مین لاکر نہ چاہا کہ اس کو نیک کہا جائے ہان یہ ممکن ہے کہ مسیح نے اس کلمہ سے اُس نیک کہنے والے کو یہ بھی جتلایا کہ جب تم لوگ اپنے دلون مین مجھے اچھا نہین جانتے اور کہتے ہو کہ یہ شخص شراب خوار اور بے قید اور اجنبی عورتون سے تعلق رکھنے والا اور مان باپ کی عزت نہین کرتا اور نہ سبت کی تعظیم کرتا ہے بلکہ میری مان پر بھی ایسی ایسی تہمتین لگاتے ہو تو پھر مجھے نیک کہنا کیا فائدہ ۔ زبان سے وہی بات کہو جو تمہارے دل مین ہے یہ خیال اس لئے قرین قیاس ہے کہ یہود اب تک مسیح کو اچھا نہین جانتے ۔ جس شخص نے یہودیون کی کتابین دیکھی ہونگی یا ان کے علماء سے مسیح کے چال چلن کی نسبت کچھ استفسار کیا ہوگا وہ میرے اس بیان کی تصدیق کر لیگا کہ عیسائیون نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو نکتہ چینی کی ہے ۔ وہ اس نکتہ چینی سے بہت ہی تھوڑی ہے جو یہودی حضرۃ عیسٰی علیہ السلام کی نسبت کیا کرتے ہین کوئی ایسا الزام جو تقویٰ اور نیک چلنی کے برخلاف ہو تصور مین نہین آسکتا

جو یہود نے حضرت مسیح اور اُن کی ماں اور اُن کے حواریون پر نہیں لگایا جس قدر گستاخی سے حضرت مسیح اور ان کی ماں کی نسبت انہون نے عیب شماری کی ہے ایک مسلمان کی قلم سے وہ باتین نہین نکل سکتین لیکن یہودیون کے اعتراض کو توڑنا سہل بات نہین وہ خدا کے مقدس کلام کو پیش کرکے کہتے ہین کہ ضرور تہا کہ سچے مسیح سے پہلے ایلیا نبی دوبارہ دنیا مین آتا جیسا کہ ملاکی کی کتاب مین بصراحت موجود ہے پھر ابن مریم سچا مسیح کیونکر ہوسکتا ہے کیونکہ اُس کے آنے سے پہلے ایلیا آسمان سے نازل نہین ہوا۔ یہودی مسیح کی اس تاویل کو نہین مانتے کہ ایلیا کے نزول سے مراد کوئی اور شخص ہے یعنی یوحنا جو ایلیا کے خو اور طبیعت پر آیا وہ کہتے ہین کہ یہ ملحدانہ تاویل ہے اور ایک اور گناہ ہے جو اُس سے ظہور مین آیا کیونکہ اس نے اپنے تئین مسیح صادق ٹھہرانے کیلئے خدا کے کلام کی تحریف کی۔ ایک یہودی فاضل اپنی کتاب مین جو اسوقت میرے سامنے رکھی ہے لکھتا ہے کہ ہمارے لئے خدا کے سامنے یہ حجت بس ہے کہ خدا نے ملاکی نبی کے صحیفے مین یہ خبر دی ہے کہ خود ایلیا نبی دوبارہ دنیا مین آویگا یہ نہین کہا کہ اُس کا مثیل آئیگا۔ پھر اُن کا ایک اور اعتراض یہ ہے کہ انجیلون مین اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ مریم روح القدس سے حاملہ پائی گئی لیکن اعمال باب ۲-۳۰ مین لکھا ہے کہ خدا نے داؤد نبی سے قسم کھا کر کہا کہ مسیح تیری نسل سے ہوگا اگر مسیح روح القدس سے ہے تو داؤد کی نسل سے کیسے ہوسکتا ہے اور توریت سے ظاہر ہے کہ نسل مرد سے کہلاتی ہے۔

یسوع کی عملی غلطیان

اب اس امر کا لکھنا بھی اس جگہ غیر موزون نہ ہوگا کہ جسقدر مسیح کی عصمت اور راستبازی کے بارے مین یہودیون نے نکتہ چینیاں کی ہین عیسائی قوم کے بعض محققون نے اُن سے کم نہین کین وہ کہتے ہین کہ انسان معصوم وہ ہوتا ہے کہ جو غلطی کرنے سے بھی معصوم ہو اور گنہ سے بھی معصوم ہو لیکن مسیح سے دونون رنگ مین خلاف عصمت حرکات صادر ہوئی ہین وہ آخر عمر تک شراب پیتا رہا اور شراب پینے کا حامی تہا اور شراب پینے والی اور بدکار عورتون کی اُس* کے پاس آمد و رفت بھی وہ بعض ناکردہ گناہون کی نقصان رسانی کا بھی موجب ہوا اور اُس نے شراب کو عشاء ربانی یعنی ایک مذہبی رسم مین داخل کرکے عیسائی مذہب مین ہمیشہ کیلئے برا نمونہ قائم کیا جسکا خمیازہ آج تک یورپ کی قومون کو کھینچنا پڑا یعنی شراب کا رواج حد سے زیادہ ہوگیا۔ پس کیونکر کہہ سکتے ہین کہ وہ گنہ سے معصوم تہا اور گنہگار نہ تہا ایسا ہی وہ خطا سے بھی معصوم نہ تھا چنانچہ ظاہر ہے کہ اُس نے محض اپنی ذاتی غرض پر نظر رکھ کر الیاس کی دوبارہ آنے کی پیشگوئی کے حقیقی معنے ترک کرکے تاویل کے طور پر بیان کیا اور کہا کہ ایلیا خود نہین بلکہ اس کی خو اور طبیعت پر کوئی اور آگیا ہے حالانکہ ملاکی نبی کے صحیفہ مین صاف لکھا تہا کہ مسیح سے پہلے ایلیا کا دوبارہ آنا ضروری ہے مسیح کو اس تاویل کی اس لئے حاجت پڑی کہ وہ حقیقی معنون کے رو سے جو ظاہر الفاظ سے نکلتے ہین سچا نبی بھی نہین ٹھہر سکتا تہا چہ جائے کہ اس کو خدا بنایا جاتا۔ پس اسصورت مین اگر مسیح کی نسبت بہت ہی نرمی اور نیک ظنی کی جائے تب بھی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہودیون کے مقابل پر مسیح نے صریح غلطی کی راہ اختیار کی ہے یا یون کہو کہ خواہ نخواہ سچا مسیح بننے کے لئے ظاہر اور کھلے کھلے معنون کو عمداً ترک کردیا ہے اگر مسیح نے صحت نیت اور ایمانداری سے انہی معنون کو صحیح سمجہا ہے یعنے یہ کہ حقیقی طور پر ایلیا کی آمد ثانی مراد نہیں ہے بلکہ کسی اور کا آنا مراد ہے تو پھر اُس نے اپنی آمد ثانی کے بارے مین بھی معنے کیون بیان نہ کئے کہ وہ خود دوبارہ دنیا مین نہیں آئیگا بلکہ کوئی اور شخص جو اس کی خو اور طبیعت پر ہوگا آئیگا۔ اب صاف ظاہر ہے کہ ایلیا کی آمد ثانی جس کے آج تک یہودی منتظر ہین مسیح کے دعوے کو باطل کرتی تھی اور اس کو کاذب ٹھہراتی تھی اس لئے اُس نے اپنے تئین سچا مسیح بنانے کے لئے یہی مصلحت دیکھی کہ ایلیا کی حقیقی آمد ثانی سے انکار کردے بجز اس کے اُس کے لئے کوئی اور راہ نہ تھی اور نہ یہ قدرت تھی کہ اُس کو زندہ کرکے پیش کرسکتا لیکن اپنی آمد ثانی مین اُس کی اٹک اور مصلحت تھی اور وہ یہ کہ مسیح کا یہ دعویٰ کہ داؤد کا تخت دوبارہ قائم کرنے کے لئے بھیجا گیا ہون اُس وقت صحیح ثابت نہین ہوا اور جس قدر لوگ اس دعوے کی اُمید پر اُس کے ساتھ ہوئے تھے بہتیرے اُن مین سے مرتد ہوگئے لہٰذا مسیح نے اپنی کلام کو بدلکر یہ کہنا شروع کیا کہ میری بادشاہت زمین کی نہیں بلکہ آسمان کی ہے اس سے دوستوں کی امیدین ٹوٹ گئین کیونکہ یہودی تو زمین کی بادشاہت کے بھوکے اور پیاسے تھے وہ آسمان کی محض ایک وہمی بادشاہت سے کیونکر تسلی پکڑ سکتے تھے وہ تو اسی امید پر جیتے تھے کہ ایسا مسیح اُن کی قوم مین سے ظاہر ہوگا کہ جو زمین پر ایک زبردست بادشاہت قائم کریگا اور اُن کے دشمنون کو ہلاک کرکے اُن کی ماتحتی سے ان کو نجات دیگا اب بجائے اس کے کہ ان کی سالہا سال کی امیدین پوری کی جاتین حضرت مسیح اس طرح پر اُن کو تسلی دینے لگے کہ نجات دینے سے مراد گناہ سے نجات دینا ہے اور بادشاہت سے مراد آسمانی بادشاہت ہے اور ایلیا سے مراد یوحنا ہے جو اُس کی خو اور طبیعت پر آگیا ان استعارون پر ایمان لاؤ اور غیر قومون کی دنرات غلامی کرو اور خوش رہو مین تمہارا ضرور منجی ہون مگر روحانی طور پر اور ضرور بادشاہ ہون مگر آسمانی طور پر اب وہ بچارے مصیبت کے مارے جو غیر طاقتون کے پیرون کے نیچے کچلے گئے

* یہ مریم مگدلینی اور نیز اُس فاحشہ عورت کی طرف اشارہ ہے جس نے مسیح کے سر پر اپنا عطر ملا اور نیز اس قصے کی طرف اشارہ ہے جو یہودیون مین مشہور ہے جو مسیح ایکدفعہ ایکعورت پر عاشق ہوگیا تہا اور اُس کی وجہ سے بعض بزرگون نے ہمیشہ کے لئے

تباہ ہو گئے برباد ہو گئے ویران ہو گئے ملک سے جلاوطن کئے گئے غلام بنائے گئے ذلیل کئے گئے ایسے منجی کو کیا کرتے اور ان چند لفظوں پر کیونکر خوش ہو سکتے تھے کوئی عمدہ نمونہ بھی تو نظر کے سامنے نہ تھا حواری جنہوں نے اس منجی کو قبول کر لیا تھا وہ بھی تو طرح طرح کے لالچوں اور عیبوں میں گرفتار تھے جنہوں نے اُس منجی پر بھی آخر کار لعنت بھیجی۔ پھر جبکہ یہودیوں کو کوئی نمایاں کرشمہ نجات کا دکھائی نہ دیا تو پھر وہ کیونکر مسیح کو منجی مان لیتے انھوں نے بار بار عرض کی کہ حضرت ہمارے گناہوں کا آپ کچھ فکر نہ کریں اس کا ہم خود تدارک کر لینگے ہمارے لئے اس کوچہ کی رہنما توریت کافی ہے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ اسکا کچھ زیادہ تر بندوبست کر بھی نہیں سکتے کیونکہ آپکے شاگردوں میں کوئی عمدہ نمونہ استقامت اور ترک دنیا کا ظاہر نہیں پھر ہمیں آپ روحانی نعمت کونسی دینگے ان باتوں کو جانے دیجئے ہم ان کو قبول نہیں کر سکتے بلکہ ایسی بیہودہ باتوں سے قوم کو زیادہ تر نفرت ہوتی جاتی ہے اگر آپ سچے مسیح ہیں اور نوشتوں کے موافق ہمارے دردوں دکھوں کو دور کرنے آئے ہیں تو ہماری قومی کمزوری کا کچھ بندوبست کیجئے۔ غیر طاقتوں کی ماتحتی سے ہمیں رہائی دیجئے جلاوطن شدہ فرقوں کو پھر وطن کا منہ دکھایئے۔ جسمانی مصیبتوں سے توریت کے وعدے کے موافق مخلصی دلایئے اور موسیٰ کی طرح فرعونوں پر ہاتھ صاف کیجئے پھر آپ ہمارے اور ہم تمہارے ہیں مگر ایسے مسیح کو ہم کیا کریں کہ جو ایک ذرہ بھی ہماری اُن مصیبتوں کو دور نہیں کر سکتا جنہوں نے اسرائیل کی قوم کو آگ کی طرح کھا لیا اور لوہے کے تنور میں ڈالدیا۔ یہ یہودیوں کا ایسا سوال تھا جسکا جواب مسیح کو کچھ بھی نہیں آیا مگر وہ دل میں محسوس کر گیا کہ اب میں ان کے ساتھ لاجواب ہوں تب اُس نے چالاکی سے ایک تیسرا پہلو بدلا یعنے پہلے تو یہ کہا تھا کہ میں ہی داؤد کا تخت قائم کرونگا اور جب وہ بات غیر ممکن نظر آئی تو جھٹ کہدیا کہ میری بادشاہت آسمانی ہے اور جب یہود نے آسمانی بادشاہت پر ہنسی اُڑائی تو اب تیسرا پہلو یہ بدلا کہ اب تو میں زمین کا بادشاہ ہو نہیں سکتا باپ کی بھی مصلحت ہے مگر آخری زمانہ میں بڑے جلال کے ساتھ اترونگا اور اسرائیل کی قوم کو غیر طاقتوں سے نجات دونگا۔ اسطرح مسیح نے پیچھا چھوڑانے کے لئے دوری ڈالدی اور دل میں یہ خیال کیا کہ اس قدر لمبے زمانہ کی کون تحقیقات کرے گا مگر یہودی بھی ان باتوں کے اُستاد تھے انھوں نے تاڑ لیا کہ یہ تو ٹالتا ہے تب انھوں نے بادب عرض کی جسکا یہ خلاصہ تھا کہ پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد تب مسیح نے جھٹ چوتھا پہلو بدل دیا کہ ابھی بعض تم میں سے زندہ ہونگے کہ میں آجاؤنگا۔ اور تم ابن آدم کو آسمان کے بادلوں پر اترتے دیکھوگے تب یہودی اپنی درازی عمر کی خوشخبری پا کر خوش ہو گئے اور اس پر زیادہ بحث نہ کی کیونکہ انسان کا قاعدہ ہے کہ خوشامد کے لفظوں پر زیادہ جرح نہیں کرتا غرض حضرت مسیح جیسا کہ انجیل میں استاد کہلاتا ہے اس حاضر جوابی کا استاد نکلا مگر افسوس کہ یہ پیشگوئی اُس کی ایسا قابل شرم دروغ تھا جس کی تصریح کی بھی حاجت نہیں۔ غرض اس فرقے کے اعتراضات میں سے ایک تو یہی اعتراض ہے جو بیان کیا گیا اور یہ فرقہ لنڈن میں موجود ہے جو فری تھنکر کہلاتے ہیں اور ہمیشہ اخبارات اور رسالے انہی مضمون کے شائع کرتے رہتے ہیں عیسائی دوسروں پر حملہ کرتے ہیں اور وہ عیسائیوں پر۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جبکہ مسیح الیاس ثانی کی نسبت جو بتصریح صحیفہ ملاکی میں موجود ہے یہ کہتا ہے کہ وہ آمد حقیقی طور پر نہیں بلکہ اس سے مراد یوحنا نبی ہے جو ایلیا کی خو اور طبیعت پر آیا ہے تو مسیح کو مناسب تھا کہ اپنی آمد ثانی کو اسی طور پر قرار دیتا مگر اُس نے ایسا نہیں کیا بلکہ دونوں موقعوں پر دو قسم کی مصلحت کو مدنظر رکھا ہے چونکہ ایلیا کی حقیقی طور پر آمد ثانی مسیح کو پہلے نہیں ہوئی اس لئے اُس کو بات بنانے کے لئے کہنا پڑا کہ ایلیا سے مراد یوحنا ہے تا اپنا دعویٰ برباد نہ ہو جائے لیکن دوسرے موقع پر جہاں اپنی آمد ثانی کا ذکر ہے یہودیوں کے آنسو پونچھنے منظور تھے تا وہ جسمانی طور پر جیسا کہ وہ انتظار کرتے تھے منجی سمجھ لیں لہذا یہی کہدیا کہ میں ہی آجاؤنگا اور یہ سراسر فریب کی طرح ہے کہ ایلیا کی آمد ثانی کے وقت کچھ کہا اور اپنی آمد ثانی کے وقت کچھ کہا اور دونوں پہلوؤں میں اپنا ہی فائدہ مدنظر رکھا۔

یہ تو اعتراض ہے مگر یاد رہے کہ مسیح کا ہرگز یہ دعویٰ نہیں تھے بلکہ اُس نے انجیل میں صاف طور پر اقرار کر دیا ہے کہ میری آمد ثانی بھی ایلیا یعنی الیاس کے مانند ہوگی دیکھو متی باب ۱۷ آیت ۱۰ سے بارہ تک۔ اس میں مسیح نے صاف اشارہ کر دیا کہ الیاس کو دو مرتبہ دکھ اُٹھانا پڑا ایک اپنی آمد اول میں۔ دوسرے اپنی آمد ثانی میں جو بروزی رنگ میں تھی اور ایسا ہی مسیح دُکھ اُٹھائیگا صرف یہ فرق ہوگا کہ پہلے دکھ کے ساتھ محض صبر تھا اور دوسرے دُکھ کے ساتھ ظفر مقدر تھی۔ پھر اسی انجیل کے ایک مقام میں لکھا ہے کہ مسیح چور کیطرح آئیگا دیکھو انجیل متی باب ۲۴۔ آیت ۴۳۔ اور ظاہر ہے کہ چور منہ چھپا کر آتا ہے۔ اپنی وضع بدلا کر آتا ہے اور ۱۔ سلاطین۔ اور ۲۔ سلاطین سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کو الیاس کے سوانح سے بہت ہی مشابہت تھی مثلاً جن معجزات سے مسیح کو خدا بنایا جاتا ہے اور وہی معجزات ایلیا نے بھی دکھائے تھے بلکہ اُس سے بھی بڑھکر کیونکہ ایلیا کے دشمن اس کی پیشگوئی

اور بد دعا سے اس کی نظر کے سامنے ہلاک ہوئے مر ہے مگر مسیح ایسا نہ کر سکا پھر دوسری مشابہت یہ ہے کہ جیسا کہ نادان لوگون کا یہ خیال ہو کہ مسیح آسمان پر اٹھایا گیا یہی خیال ایلیا نبی کی نسبت یہودیون کا ہے کہ وہ آسمان پر اٹھایا گیا اور جیسا کہ مسیح کی نسبت کم فہم لوگ اب تک یہ کہہ رہے ہین کہ وہ آسمان سے پھر نازل ہوگا ایسا ہی یہود یو بکل ایلیا کی نسبت اعتقاد ہے کہ وہ بھی نازل ہوگا اور جیسا کہ مسیح دکھ دیا گیا اس کے قتل کا ارادہ کیا گیا ایسا ہی ایلیا کے ساتھ بھی کیا گیا اور جیسا کہ آمد ثانی بروزی طور پر تھی ایسا ہی مسیح کی آمد ثانی بھی بروزی طور پر ہے اسی کی طرف مسیح متی باب ۱۷ - آیت ۱۰ سے ۱۲ تک اشارہ کرتا ہے جس کا خلاصہ یہی ہے کہ جسطرح ایلیا نے اپنی آمد اول مین مخالفون کے ہاتھ سے دکھ اٹھایا اور پھر آمد ثانی مین بروزی طور پر دکھ اٹھایا ایسا ہی مسیح کے ساتھ ہوا اور ہوگا تو آخر وہ فتح یاب ہوکر خدا کا جلال ظاہر کریگا - غرض یہ اعتراض صحیح نہیں ہے کہ داؤد کا تخت قائم کرنے کی پیشگوئی جب صحیح نہ نکلی تو مسیح نے اس غلطی کی پردہ پوشی کیلئے اپنی آمد ثانی کا وعدہ کیا گویا شک کرنیوالوںکو سراسر فریب سے یہ اطمینان دینا چاہا کہ گو اب مین داؤد کے تخت کو قائم نہین کر سکا مگر آخری زمانہ مین مین دوبارہ آؤنگا اور پھر داؤد کا تخت قائم کرونگا کیونکہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہین مسیح نے ہرگز دعوے نہیں کیا کہ فی الحقیقت مین ہی دوبارہ آجاؤنگا ایسا خیال کرنا حضرت مسیح پر سراسر تہمت ہے بلکہ انھون نے یونس سے اپنے تئین مشابہت دیکر یہ سمجھایا کہ مین قبر مین داخل ہونگا مگر نہ مردہ بلکہ زندہ اور ایلیا سے اپنے تئین مشابہت دیکر یہ سمجھایا کہ میری آمد ثانی ایلیا کیطرح ہوگی اور دونون قسم کی آمد مین جاہل لوگ مجھ سے دشمنی کرینگے جیسا کہ ایلیا سے کی سو آج یہ سب باتین پوری ہوگئیں کیونکہ جبکہ یہ راقم مسیح کی روح کے رنگ سے رنگین ہوکر اور اس کے لباس مین ظاہر ہوا تو نہ مسلمانون نے مجھے قبول کیا نہ عیسائیون نے اور مین کافر ٹھہرایا گیا اور قتل کے فتوے لکھے گئے ⁂

یسوع کی تعلیم کی غلطیان

اب پھر ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرکے لکھتے ہین کہ عیسائی قوم کے نکتہ چینیون نے جیسا کہ مسیح کو اعمال کے رو سے غیر معصوم اور گنہگار ٹھہرانے کے لئے بہت کوشش کی ہے اور ایک بڑا ذخیرہ مخالفانہ کا اس کی نسبت طیار کیا ہے ایسا ہی اس امر کا بھی ثبوت دیا ہے کہ مسیح اپنے قول کے رو سے بھی معصوم نہیں تھا اور اس کی تعلیم خطا سے پاک نہین ہے مثلاً اُس نے اپنے تمام شاگردون کو خصی ہونے کی ترغیب دی اور ظاہر ہے کہ خدا نے ہرگز یہ ارادہ نہین کیا کہ تمام انسان خصی ہوکر سلسلہ دنیا کا ختم کرین سو اس سے ثابت ہے کہ مسیح اپنے قول کے رو سے ہرگز معصوم نہیں اور ویسی عقل اس کو ہرگز عطا نہین کی گئی تھی جو غلطی سے اس کو بچاتی - پس جس خدا نے اس کو غلطی سے نہیں بچایا کیونکر یقین ہو کہ اس کو گناہ سے بچایا ہوگا اور مسیح خود اقرار کرتا ہے کہ معصوم الفعل نہ ہونا ایسا خطرناک نہیں جیسا کہ معصوم القول نہ ہونا جیسا کہ وہ کہتا ہے کہ جو چیز اندر جاتی ہے وہ انسان کو ناپاک نہین کرتی ہے جو اندر سے نکلتی ہے یعنی برے کلمے جو کفر اور فسق کی تعلیم دیتے ہین حقیقی گناہ یہی ہے اور عملی گناہ انکی فرع ہین ⁂

ایسا ہی مسیح کی تعلیم کا ایک یہ بھی مسئلہ ہے کہ خدا بیٹے بین رہا - خدا پیدا ہوا - خدا نے بچہ دیا - خدا بچہ بنگیا - اور خدا بجز اس کے پورا خدا نہین ہو سکتا جب تک کہ روح القدس اس سے شامل نہ ہوا ور نیز یسوع ابن مریم بھی شامل نہ ہو اور جب یہ تین اکٹھے ہوجائینگے تب ان کو کہا جائیگا کہ یہ ایک خدا ہے ورنہ نہین اب ظاہر ہے کہ یہ کسقدر بیہودہ گمان اور خطا فی القول ہے اگر مسیح گناہ سے معصوم ہوتا تو ان بیہودہ باتون سے بھی ضرور معصوم ہوتا کیونکہ اعمال مین نہ معصوم ہونے سے صرف اپنی ذات پر اثر بد پڑتا ہے لیکن اقوال مین نہ معصوم ہونے مین تمام دنیا پر بد اثر پڑتا ہے اور جو شخص اپنے اعمال مین معصوم نہیں وہ صرف آپ ہلاک ہوتا ہے اور جو شخص اپنے قول مین معصوم نہیں وہ نہ صرف اپنے تئین ہلاک کرتا ہے بلکہ تمام بنی نوع کو ہلاک کرنا چاہتا ہے بلکہ قول کے گناہ بہ نسبت فعل کے گناہون کے زیادہ سخت ہین کیونکہ جھوٹ اور بیجا مبالغہ اور گالی اور لعنت اور بد زبانی اور کفر اور شرک اور جھوٹی گواہی یہ سب قولی گناہ ہین اور کچھ شک نہین کہ یہ فعلی گناہ سے بدرجہا بڑھکر ہین ظاہر ہے کہ عملی گناہ کے لئے ہمیشہ کا جہنم نہین مگر قولی گناہ کے لئے ہمیشہ کا جہنم ہے -

مذکورہ بالا عیسائیون کا ایک یہ بھی اعتراض حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہے کہ یسوع مسیح کی یہ تعلیم جیسا کہ عیسائی صاحبان سمجھے بیٹھے ہین کہ انسان اعمال سے نہین بلکہ یسوع مسیح کے خون سے نجات پائیگا - اس تعلیم نے کروڑہا بندون پر گناہ کے دروازے کھول دئیے ہین - اور فسق و فجور اور بے قیدی مین جو کچھ حالت یوروپ کی ہورہی ہے اور جسقدر اکثر اُن کے صلاحیت اور ضبط شہوات

اس رعایت سے آپ فائدہ اٹھائیں

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی کے شکریے میں ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء سے ۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء تک جدید خریداران اخبار سے الحکم کی قیمت صرف چار روپے لیجاوے گی اور جو کتابیں مطبع انوار احمدیہ کی اپنی ملکیت ہیں جن کی فہرست ذیل میں درج ہے وہ پرانے خریداروں کو نصف قیمت پر اس عرصے میں دیجاوینگی جس سے وہ صرف ایکبار فائدہ اُٹھا سکتے ہیں خواہ ایکبار ایک نسخہ خریدیں خواہ ایک سے زیادہ ÷

فہرست کتب

تفسیر القرآن پارہ اول ۱۲ - رپورٹ جلسہ سالانہ سنہ ۹۷ء ۸ - الانذار ۳ - حضرت اقدس کی تقریر ۲ - حضرة اقدس کی پہلی تحریرین ۳ - اصلاح النظر ۲ - سراج الدین عیسائی کے چار سوالون کا جواب ۲ - برہان الحق ۳ - سلک مروارید ۱۲

تمام درخواستین دفتر الحکم مین آنی چاہئین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

علاج طاعون

حضرة اقدس جناب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰة والسلام نے بذریعہ اشتہار علاوہ سچی توبہ و استغفار و تقوی و طہارت جدوار خالص کی گولیان اور عرق جس کا نسخہ جناب نے اسی اشتہار مین درج فرمایا ہے۔ طاعون کے لئے استعمال کرنیکا حکم دیا تھا اور خدانخواستہ طاعون کی گلٹی بغل ران یا گردن کے نیچے نمودار ہو تو مرہم عیسی لگائی جاوے سو اس عاجز نے اس اشتہار کے موافق احباب کی سہولت کیلئے گولیان عرق اور مرہم تیار کی ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے اس دوا کے فائدے کی نسبت مین اس سے زیادہ نہیں کہ سکتا کہ یہ حضرة اقدس مسیح علیہ الصلوٰة والسلام کا تجویز کردہ نسخہ ہے حفظ ماتقدم کیطور پر ضرور استعمال کرین ÷ قیمت ادویہ علاوہ محصولڈاک مندرجہ ذیل ہے

پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ادویہ ارسال ہوگا ÷

قیمت ایکصد گولیان ۱۲

" دوچند گولیان ۸

عرق شیشی کلان جو تقریباً ایکماہ کیلئے کافی ہوگی ۱۲

عرق شیشی خورد ۷ - مرہم فی ڈبیہ ۸

ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ و معالج بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

ضمیمہ اخبار الحکم نمبر ۳۲

جوہر عشبہ

بنارس اپریل

شیشی کلان ۲/ — شیشی خورد عہ

ان امراض کا عروج بڑے زور شور سے سلطنت جسم مین تباہی کرنیوالا ہوتا ہے اس کے مغلوب کرنیکا آلہ اگر کوئی ہے تو ہمارا یہی جوہر عشبہ ہے۔ جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہونچکر خون کو ردی کردے تو اس کو کوئی درست کرسکتا ہے تو یہی جوہر عشبہ ہے یہ مرض کو دور کرتا نہین بلکہ عالم وجود کو کھوتا ہے۔ جوہر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنیکے لئے مسلّم حکماء سلف وخلف کا نسخہ ہے۔ اس کے پینے والے کا خون گندہ نہین ہوتا یہی وجہ ہے کہ اس کو محافظ صحت کہا جاتا ہے۔ عشبہ مغربی کو میڈیکل آفیسر پروفیسر علوم طب اور حکماء نے یقینی علاج سمیت خون سے دور کرنیکا قرار دیا ہے

یہ جوہر عشبہ جوانی کے جوش غلط کاری سے جب آتشک کا زہر خون کو تباہ کرکے گوناگون رنگون مین ظاہر ہوتا ہو تو اس وقت بھی ایک فادزہر ہے جسکے استعمال سے

وجع مفاصل۔ تیرگی خارش۔ پھوڑے۔ پھنسی۔ زخمون کا جلد اندمال کرتا ہے۔ خنازیر۔ ناصور۔ بھگندر۔ چنبل یا جب جسم سے چھلکے اترین یا تبدیل موسم پر جسم پر دھپے۔ سوکھی خارش۔ چہرہ پر بدنما داغ پیدا ہوتے ہین۔ تو وہ یہ عرق ہے جو ان جملہ جلدی بیماریون سے نجات دیتا ہے۔ سوزاک کے بعد جو ہاتھون اور پاؤن کے تلون مین جلن رہتی ہو۔ ٹڈیان درد کرتی ہون۔ ریح کا درد۔ عرق النسا اور عورتون کے رحم کے بگاڑ اور تلون کے درد وغیرہ کو بھی یہی دور کرتا ہے۔

شیشی کلان سے محصولڈاک ۸/ شیشی خورد عہ

منجن مستحکم دندان

یہ وہ منجن ہے کہ دانتون کو جلا دیتا ہے سخرا ہیرے کو ہیرا ہی دکھا دیتا ہے آنکھ لگی جہان گیا۔ دانت گئے سواد گیا اس سے دانت موتیون کی طرح چمکدار مضبوط ہوجاتے ہین۔ بدبو۔ میل دور۔ منہ سے لیسدار رطوبت کا خور۔ مسوڑے مضبوط اور خون جانا رک جاتا ہے (۴ تولہ) عہ۔ محصول ۵/

صدق الله العلام بما اوحی الی الامام علیہ الصلوٰۃ والسلام حیث قال انہ اوی القریۃ ولولا الاکرام لھلک المقام

طاعون عذاب الٰہی ہے

(جو خدا تعالےٰ کے رسل کی تکذیب و انکار کی)
(باعث نمودار ہوتا ہے)

روغن نوری ۔ یہ روغن امراض وبائیہ خصوصًا طاعون وہیضہ سے محفوظ رہنے کے لئے عجیب ہے جو سعید لوگ حفظ ما تقدم

استعمال کرینگے وہ انشاء الله السلام بفضلہ تعالےٰ مبتلائے طاعون وہیضہ نہ ہونگے کیونکہ اجرام وبائیہ ان کے ابدان مین داخل ہوتے ہی ہلاک ہوجاوینگے اگر مبتلائے مرض کو دین۔ تب بھی اسی طور بفضلہ تعالیٰ مریض شفایاب ہوجاتا وہ ازین اس کے استعمال سے تپ محرقہ۔ کالی کھانسی تنگی۔ قے۔ اسہال ہیضہ (مروڑ وخون آنون کا آنا) خارشی بیماری۔ سوزش سینہ۔ قصور ہضم پیچک خفقت الدم ابتدائی سل، درد گوش، درد کان۔ ناسور۔ خنازیر۔ زخم آتشک۔ بھگندر۔ پھوڑے پھنسیان۔ بواسیر کے زخم۔ زہر بچھو۔ زہر زنبور وغیرہ ہر قسم کے زخم بہت جلد بفضلہ تعالےٰ دور ہوتے ہین ایسا سریع الاثر اور مفید دوا کم ہوگی قیمت فی شیشی عہ

عطر روح افزا مصلح ہوا و وبا

یہ عجیب عطر ہے اس کا پھاہا کان مین رکھو تو علاوہ تعطیر وتفریح طبع کے مضر ہوا وبائی کی اصلاح ہوجاتی طاعون وہیضہ ہو وہان اس کا استعمال بہت مفید ہے قیمت فی شیشی عہ

کشتہ سم الفار آتشہ دماغ واعصاب قیمت فی تولہ ایک روپیہ

گٹکہ سیماب مصلح شیر و مصفی خون ۶/ محصول ذمہ خریدار

المشتہر

حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ

حب محصول قبض کشا

حکما کا قول ہے کہ قبض اور صحت ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ جنکو وقت پر پاخانہ صاف نہ آئے۔ طبیعت اُن کی پریشان سر مین درد۔ منہ بدمزہ۔ سر بھاری پیٹ مین ریاح۔ منہ سے بدبو۔ زبان میلی رہتی ہے ان گولیون کے استعمال سے ورم جگر نفخ۔ قراقر دل کا دھڑکنا۔ جسم کا چڑچڑا پن سُن ہو جانا۔ کثرت تھوک۔ کمی اشتہا وغیرہ دور ہوجاتا ہے ایک گولی رات کو دودھ کے ہمراہ کھانے سے اور صبح اجابت بافراغت آجانے سے طبیعت بشاش۔ جسم ہلکا۔ انسان چست اور چالاک اور تروتازہ رہ سکتا ہے اور یہی بھید عمر طبعی کو پہونچنے کا ہے + دو درجن عہ

پتہ

زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی

ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

موچی دروازہ اعوان منزل

اور اُس خادم کو اس امر شنیع سے منع نہیں کیا بلکہ کئی بار اُس کے لیے خود ہندو بنے۔

واقعی اب معلوم ہوا کہ اجنبی عورت کے ساتھ عشقبازی اور مداخلت بیجا سلیمانی اپنا بہت فخر جانتے ہیں اس لیے پیر صاحب نے خواجہ صاحب اور اُن کے خادم بارگاہ کے گناہ کو بطور فخر ظاہر کیا۔ پھر پیر صاحب نے خواجہ صاحب کی جانب سے لکھا ہے کہ فلانے کب تک میں تمھارے لیے ہندو بنوں گا۔ اس لیے معلوم ہوا کہ قطب العالم اس واقعہ سے پہلے بھی کئی بار بلا تعداد ہندو بن چکے ہیں مگر پیر صاحب خدا تعالے تو یوں فرماتا ہے ان الذین امنوا ثم کفروا ثم امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرًا لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم سبیلا ۔ یعنی جو ایمان لائے پھر کافر ہو پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر انکار میں بڑھ گئے تو خداوند تعالے اُنکو نہیں بخشے گا اور نہ اُن کو سیدھا راستہ دے گا۔ خیال فرماؤ پیر صاحب نے خواجہ صاحب پر ناحق تہمت لگائی اور اُن کو ہندو بنا کر اسلام سے خارج ہونے کی نسبت کی۔

واہ سائیں صاحب اپنے بزرگوں کے پیشواؤں اور اُن کے پیروں کی خوب عزت و تعظیم کی اور پردہ پوشی کا حق بجا لائے ہو پھر پیر صاحب نے اسی فرصتی میں لکھا ہے کہ قطب العالم نے خادم کو فرمایا میرے سفید بالوں کی حیا کر گویا قطب العالم صاحب کو خداوند تعالے کا خوف یاد نہیں دلاتے بلکہ اپنی شخصی عزت قائم رکھنے کے لیے فرماتے ہیں کہ میرے سفید بالوں کی حیا کر۔ جو مومن اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے تابعدار ہوتے ہیں وہ تو یوں فرمایا کرتے ہیں اتقوا اللہ ۔ یعنی خدا تعالے سے ڈر پھر خدا تعالے فرماتا ہے اتقوا اللہ یعنی خدا تعالے سے ڈرو۔ و ایای فارھبون یعنی میرے ہی سے ڈرو۔ فلا تخشوا الناس واخشونی یعنی لوگوں سے نہ ڈرو میرے ہی سے ڈرو۔ کیا جو قطب العالم ہوا کرتے ہیں وہ خدا تعالے کا خوف یاد دلاتے ہیں یا اپنا۔ واہ سائیں صاحب حضرت اقدس مرزا صاحب کے مقابل ہو کر عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور اُن کے آسمان پر جانے کے خوب قابل وثوق پختہ دلائل پیش کرتے ہو جنکے بچے بھی پڑھ کر ہنسی اور ٹھٹھا کرتے ہیں۔ ناظرین غور فرماویں یہ ہے و لکن شبہ لھم کی تفسیر اور اس واقعہ کی نظیر جو لکھتے ہیں گولڑی صاحب۔ واقعی یہ قصہ پیر صاحب کے لیے یعض الظالم علی یدیہ کا مصداق ہو گیا ہے۔ واضح ہو پیر صاحب نے یہ قصہ لکھکر جو حضرت سلیمان صاحب پر تھوپا ہے سراسر غلط اور بے ہودہ ہے۔ کیونکہ اس قصہ میں سارے کبائر گناہوں کے ثبوت دیے گئے ہیں حالانکہ ایسے گناہ متقی مومنوں بالخصوص ایسے بزرگوں سے صادر نہیں ہوتے۔ سائیں صاحب یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ سلیمان صاحب نے اپنی شکل کو متشکل کر کے خادم کو بچا لیا تھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی شبیہ خود بخود حواری پر ڈالی تھی اور وہ معہ اُس شبیہ کے مقتول ہو گیا تھا یا یہ کام خدا تعالیٰ نے کیا یہ مقام قابل غور ہے کہ حواری معہ شبیہ حضرت علیہ مقتول ہو گیا۔ پھر اسمیں یہود سچے ہیں کہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا یہودیوں نے سمجھا ہوا تھا کہ عیسیٰ جو مدعی نبوت ہے وہ اپنے دعوی میں جھوٹا ہے اگر وہ اپنے دعوے میں سچا ہوا تو بموجب شہادت تورات کتاب استثناء ہم اُسکو قتل نہیں کر سکیں گے۔ تو جب کہ یہود نے بلکہ حضرت عیسیٰ کی شبیہ کو قتل کر ڈالا تو پھر وہ معذور ہیں اور اپنے دعوے میں سچے ہوتے ہیں حالانکہ خداوند تعالے فرماتا ہے وما قتلوہ یقینا یعنی اسکو قتل کرنے کا یہود کے پاس کوئی یقینی ثبوت نہیں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ کو وہ قتل کرتے تو اُنکو یقین ہوتا۔ اور قتل شبیہ سے خداوند تعالے یہود کو یوں ہرگز نہ فرماتا کہ وما قتلوہ یقینا کیونکہ شبیہ کے مقتول ہونے سے یہود معذور ہو جاتے اور پھر خداوند تعالے معذور کو ملزم نہیں ٹھہراتا کہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا

خداوند تعالے کو حضرت عیسیٰ کے آسمان پر لیجانے کی ضرورت کیا تھی کیا ہمارے مخالفین میں سے کوئی ہے جو اس بات کو بیان کرے۔ سنو خداوند تعالیٰ فرماتا ہے مجھے کسی زندے اور مردے انسان کو آسمان پر لے جانے کی ضرورت نہیں اور یہ کام میرے قانون کی کتاب میں درج ہے چنانچہ خداوند تعالے فرماتا ہے الم نجعل الارض کفاتا احیاء و امواتا یعنی کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کے سمیٹنے والی نہیں بنایا جو ہم کسیکو آسمان پر لے جاویں۔ سائیں مہر شاہ صاحب سیف چشتیائی کے صفحہ ۱۹۵ پر ۱۴ سطر سے یوں رقمطراز ہیں "الغرض ایک شخص کا متشکل باشکال مختلفہ ہو جانا یا ایک ہی شخص کا ایک وقت میں متعددہ مکانوں میں موجود ہونا صرف امکان ہی نہیں رکھتا ہے بلکہ واقعات مشہودہ میں سے ہے"۔ واہ واہ سائیں صاحب اگر یہ بات ممکنات میں سے ہے تو ایسی کرامت کا اظہار آج کل فرض عین ہے آپ کی یہی ایک کرامت دیکھکر ہزاروں لوگ آپ کے آگے گردن جھکا لیں گے ورنہ عنقریب زمانہ آتا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے ..... ، ہزار مریدوں میں لاکھوں اور آکر شامل ہوں گے اور آپ بہت حسرت ملتے ہوئے رو دینگے۔ پھر آپ لکھتے ہیں بلکہ یہ بات واقعات مشہودہ میں سے ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکذبین اگر ہے تو دکھاؤ۔ فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس و الحجارۃ اعدت للکافرین ۔ ہاں شعبدہ بازی کا ایک طریقہ ہند و پنجاب میں آج کل بھی ہے ایک شیشہ ہے جو خود دکھائی نہیں دیتی اور اُس کے پیچھے ایک وجود کے کئی وجود بلکہ اُس شیشے کے پیچھے ایک آدمی کے سارے اعضا کاٹے ہوئے الگ الگ دکھائی دیتے ہیں یہی کرتب سیکھکر لوگوں کو دکھا دو تا کچھ اور جاہل آپ کے دام میں پھنس جاویں گے قطب العالم والے قصہ کی تصدیق اور سچائی کے جو معتقد ہیں کچھ تعجب نہیں کہ آپ کی یہ کرامت بھی مشتہر کریں مگر سائیں صاحب موتی پر ناحق تہمت نہ لگاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لا تذکروا موتکم الا بالخیر ایسی واہیات قصوں کو

قرآن کریم کی تفسیر میں داخل مت کرو۔ بتاؤ من فسر القرآن برائه فلیتبوء مقعده من النار۔ اس قصہ کو قرآن کریم کی تفسیر میں داخل کرنے والے کے مصداق ہے یا نہیں۔

پھر سائیں مہر شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے رسول ہونے کا دعوی کیا ہے سنو حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ میں خدا تعالے کا فرستادہ اور اس کا رسول ہوں اور وہ اپنی غیب کی باتیں بجز مقبول فرستادوں کے کسی پر نہیں کھولتا چونکہ مجھ پر قبل از وقت وقوع غیب کی خبریں کھولتا ہے جو پوری ہو جاتی ہیں اس لیے میں اسکا رسول ہوں۔ چنانچہ ابتک صدہا پیشگوئیاں جو قبل از وقت وقوع دنیا کے آگے حضرت مرزا صاحب نے پیش کی ہیں پوری ہو گئی ہیں اگر وہ خدا تعالے کے فرستادہ نہ ہوتے تو فلا یظہر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول کے ہرگز مصداق نہ ہوتے واقعی اگر چشتی صاحبان کو اپنے گھر کی خبر ہوتی تو یہ اعتراض نہ کرتے کتاب القول المستحسن فی فخر الحسن جو کہ حضرت سلیمان صاحب کے زمانہ میں ان کے ایک مقبول عالم مرید نے اتصال الامام الحسن البصری بامیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے بارہ میں عربی زبان میں ایک ضخیم کتاب لکھی ہے جو فخر المطابع دہلی میں کئی سال سے چھپ چکی ہے اور خاندان چشت نظامی میں ایک مقبول اور معروف کتاب ہے اس کے صفحہ ۱۰۹ سطر ۱۶ پر علامہ مؤلف یوں لکھ گئے ہیں فلا یظہر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول ای ونبی وولی مقبول یعنی خداوند تعالے اپنے بھید کی باتیں بجز اپنے فرستادہ نبی اور ولی کے اور کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ اس علامہ نے اس امر کی ایک اور جگہ بھی تشریح کی ہے متقدمین اولیاء اللہ میں سے اس امر کی شہادت چاہتے ہو تو سن لو۔ حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں

وما منهما شهور او دهور
تمر وتنقضی الا اتانی
ویخبرنی بما یاتی ویجری
ویعلمنی فاقصر عن جدال

اور اپنے عقیدہ کے ان اشعار میں دعوی کرتے ہیں کہ قبل از وقوع امور آیندہ کے مجھے اطلاع دیجاتی ہے۔ غور کرو یہ دعوی رسالت نہیں تو اور کیا ہے اگر وہ رسول نہ ہوتے تو یہ دعوی کیوں کرتے کیونکہ انکو خبر تھی کہ اس امر میں نص قطعی الدلالۃ آچکی ہے فلا یظہر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول چونکہ انکو یقین تھا کہ مائۃ رابعہ کا میں مجدد ہوں خدا کا رسول ہوں اسلیے وہ دعوی کرتے ہیں کہ تادم زیست خداوند تعالے کی سنت میرے ساتھ یہی رہے گی کہ وہ مجھے اپنے بھید کی باتوں پر اطلاع دیتا رہیگا۔ اس لیے فرماتے ہیں۔

ویخبرنی بما یاتی ویجری
ویعلمنی فاقصر عن جدال

یہ نہ کہو کہ انھوں نے اپنی زبان سے دعوی نہیں کیا ان کے الہامات اور کتاب فتح الربانی دیکھو۔ ایک شخص بحکم لاٹ صاحب تحصیل میں آکر تحصیلداری کا کام کرنے لگے اور اسکی تحصیلداری کے کام کو لوگ دیکھ لیں پس اس کا کام خود دعوی ہے اور نیز دلیل ہے اس کے دعوی کی۔ تحصیل یا ضلع کے چپڑاسی کے پاس جو چپڑاس کی مہر ہوتی ہے اس کی وہی زبان اور دعوی اور دعوی کی بین دلیل ہوتی ہے کہ میں تحصیل یا ضلع کا چپڑاسی ہوں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خداوند تعالے ہر ایک صدی کے سر پر دین اسلام کو تازہ کرنے کے لیے اپنی طرف سے مامور کر کے بھیجتا ہے ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ لفظ بعث جو نبیوں اور رسولوں کے لیے خداوند تعالی نے قرآن کریم میں استعمال فرمائی ہیں وہی لفظ مجدد کے لیے اس حدیث میں مذکور ہے چنانچہ خداوند تعالے فرماتا ہے فبعث اللہ النبیین یعنی خدا تعالی نے نبی بھیجے ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ خداوند تعالے ہر صدی کے سر پر بھیجتا رہے گا پس جو خداوند تعالی کی طرف سے بھیجا جاوے اسکو رسول نہ کہا جاوے تو کیا کہا جاوے خدا تعالے کا فرستادہ رسول ہی ہوتا ہے اور ہر مجدد مائۃ کو خدا تعالے خود اپنا رسول فرماتا ہے تم اسکو رسول کیوں نہیں مانتے۔

بھلا انسان کا بھیجا ہوا تو رسول کہلاوے اور خدا کا بھیجا ہوا نہ رسول نہ کہلاوے کیسی بے انصافی ہے۔ عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام کے جانب جو قاصد بھیجا تھا اس کے بارے آیا ہے فلما جاء الرسول جب وہ قاصد فرستادہ یوسف علیہ السلام کے پاس آیا الخ۔

آج کل تو ہر ایک فرد دنیاوی امور میں رسول بنا ہوا ہے۔ رسولان بلاغ باشند وبس۔ مگر خدا کے بھیجے ہوے کو رسول کہنے سے جھجکتے ہیں۔ البتہ جو جو مجدد ہر صدی کے سر پر خداوند تعالی کیطرف سے رسول ہو کر آتے ہیں انکا صرف یہی کام ہوتا ہے کہ امور دین اسلام میں جو غلطیاں ہو جاتی ہیں اور اپنے خیالات اور اوہام کو لوگ داخل کر کے اسلام کے اس اصلی شکل و چہرہ کو جس رونق کے ساتھ انکو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے چھپا دیتے ہیں تب وہ مجدد لوگوں کے زوائد کو اٹھا کر اسلام کا اصلی چہرہ و شکل دکھا دیتا ہے پس مجدد خداوند تعالے کیطرف سے اپنے امور کے لیے مامور ہو کر آتا ہے۔ چنانچہ مجدد صدی چہاردہم حضرت مسیح موعود کے بارے میں القول المستحسن فی فخر الحسن کے ص ۸ سطر ۱ پر علامہ مؤلف یوں لکھتے ہیں وکذلک یقع من عیسی فانه اذا نزل یدع کثیرا من شرع الاجتهاد المقرر فتبین بر صورته

الحق المشروع الذی کان علیہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کو حکم وعدل فرمایا ہے حکم وعدل سے کوئی نادان ناراض بھی ہوا کرتے ہیں۔ موجودہ فرقے اہل اسلام کے اگر راستی پر ہوتے تو خدا تعالےٰ ایک شخص کو حکم وعدل کے نام سے نامزد کرکے کیوں بھیجتا جو انہیں آکر حق اور باطل کی انکو تمیز کرکے دکھادے۔

اگر یہ کہو کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ کا لقب کیوں اختیار کیا تو یہ خدا تعالےٰ سے پوچھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے یہ لقب کیوں انکو دیا ہے دنیا میں یہی قاعدہ ہے کہ جو انسان اخلاق وصفات وقویٰ وکام میں کسی دوسرے کے ساتھ مشابہ ہو اسکو اسی کے نام سے موسوم کردیتے ہیں اور خدا تعالےٰ اور انبیاء کی تو یہ قدیمی سنت ہے۔ دیکھو القول الفصیح صلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن تیمیہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی ہے چند نام کے موحد جو پیر صاحب کی ہاں میں ہاں لگاتے ہیں منافقانہ طور پر ملا کر شامل ہو جاتے ہیں انکی کتاب سیف چشتیائی کے صفحہ ۱۵۰ سطر ۵ سے لیکر مندرجہ ذیل عبارت پڑھ لیں جہاں لکھا ہے کہ شیخ نے کہف کی تفسیر لکھتے ہوئے یہ حقائق ومعارف درج کیے ہیں۔ رہا یہ کہ القاء بشبہ امکان وقوعی بھی رکھتا ہے یا نہیں اور بر تقدیر وقوع منافی ہے حکمت الٰہیہ یا نہ سو معروض ہے کہ تعینات وتشکلات جو عارض ہیں حقیقت جامعہ کو بمنزلہ لباس کے ہوتے ہیں وہی حقیقت ایک لباس کو اتار کر دوسرے کو پہن سکتی ہے بحول اللہ وقوتہ۔

اسجگہ ہم پیر صاحب سے صرف اتنی عرض کرکے پوچھتے ہیں کہ حقیقت جامعہ سے مراد آپ کیا رکھتے ہیں۔

اعجاز المسیح میں جو آپ نے نکتہ چینیاں کی ہیں اسمیں پادریوں اور نصاریٰ کی نکتہ چینیاں قرآن کریم پر تعداد وغیرہ میں زیادہ ہیں مگر کیا وہ قرآن کا مقابلہ کر سکتی ہیں ہرگز نہیں پس جیسا پادری اور نصاریٰ قرآن شریف کی ایک چھوٹی سی سورۃ سے فصاحت وبلاغت میں مقابلہ نہیں کرسکتے نکتہ چینیاں آسان ہیں پر نکتہ نمائی مشکل ہے اگر نکتہ نمائی آسان ہوتی تو بالمقابل تفسیر لکھنے سے کیوں بھاگے ہو۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے کسی دوسرے فصیح بلیغ کتاب سے سرقہ کرکے عبارت لکھی ہے سنو۔ عرب وعجم کے سیکڑوں شاعروں وادیبوں کی نظم ونثر میں کئی موقع میں توافق ہوگیا ہے جنھوں نے ایک دوسرے کو نہ دیکھا نہ سنا اور جن کی امکنہ وازمنہ پر دوہیں بعید پایا گیا ہے پس کیا ہم انپر یہ گمان کرینگے کہ وہ سب کے سب ایک دوسرے کے نقال اور سارق رہے ہیں۔ ان کے بعض موقع نظم ونثر میں تطابق وتوافق پایا جاتا ہے نہیں نہیں بلکہ کوئی شخص نقال اور سارق ہونے سے ادیب وفصیح وبلیغ نہیں ہوتا اگر یہ بات ہوتی تو آپ کے لیے اب بھی موقع ہے سورۃ فاتحہ کی تفسیر ایسی فصیح وبلیغ عربی میں اگر آپ لکھ نہیں سکتے تو سرقہ کرکے ہی دنیا کو دکھاتے فان لم تفعلوا ولن تفعلوا حضرت مرزا صاحب نے تو یہی اشتہار دیا تھا کہ میری عربی اور عرب کے ادیب کی عبارت میں تمیز کرکے دکھادو تو انعام لو مگر تم لوگوں میں سے کوئی بھی نہ اٹھا اس تم اجسادہ فرح ہو خدا کیطرف سے تمپر حجت پوری ہوچکی

محمد فضل چنگوی احمدی

مکرر

اگر کہو ختم نبوت کے معنی کیا ہیں۔ تو سنو الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی جو کچھ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے حلال وحرام امر ونواہی بیان کرے ہیں اور جو ہمکو بذریعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہونچ چکی ہیں اسمیں کمی و زیادتی تغیر وتبدل نہیں ہوسکیگا اور قیامت تک نبی اور رسول آتے رہینگے مگر احکام امر ونواہی وغیرہ میں سب محمد رسول اللہ صلعم کے تابع ہونگے یہی معنے ہیں ختم نبوت کے۔ محمد فضل

مختصر نوٹ اور نکات

دار الامان کی ضرورتیں یوماً فیوماً بڑھ رہی ہیں خصوصاً مدرسہ اور مہمان خانہ کی وسعت کا سوال آج کل خصوصیت سے قابل غور ہو رہا ہے مدرسہ کی حالت یہانتک کمزور ہو رہی ہے کہ اگلے مہینہ غالباً مدرسہ کے ماہواری اخراجات بھی مشکل سے پورے ہوں اگرچہ ہمارا یقین ہے کہ یہ کاروبار جو خدا تعالےٰ کے قائم کردہ سلسلہ سے متعلق ہے چلے گا اور ضرور چلے گا لیکن اسوقت نصرت کرنے والونکو بڑے بڑے مدارج کا مستحق بنانے کے لیے اللہ تعالےٰ اس قسم کی تقریبیں پیدا کر دیتا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے حضور تو زمین وآسمان کے خزانے ہیں پس مبارک ہیں وہ لوگ جو اسوقت نصرت کرکے اجر نصرت کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ قال الامام الموعود علیہ السلام

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمانست ایں بہر حالت شود پیدا

ایک شخص جو اس دنیا میں موجود ہے جب تک وہ تزکیہ نفس کرکے اپنا سلوک ختم نہیں کرلیتا اور پاک ریاضتوں سے گندے جذبات دل سے نہیں نکال دیتا اسوقت تک وہ کسی حیوان یا کیڑے مکوڑے سے مشابہ ہوتا ہے اور جوں جوں وہ اپنے نفس کا تزکیہ کرکے اپنی حالت میں ایک تبدیلی کرتا جاتا ہے اپنی حقیقی انسانیت (جو ایک پاک جوہر ہے) کی طرف آتا ہے۔ اور اسی زندگی میں وہ گویا ہزار ہا موتوں سے نکل کر انسانیت کا شرف حاصل کرتا ہے یہ ایک منزل ہے سلوک کی راہ میں۔ جہاں ناواقف اور ظاہر پرست لوگوں نے بعض اہل اللہ کے کلام میں دھوکا کھایا ہے اور تناسخ کا استنباط کیا ہے جو صحیح نہیں۔

کتاب آیات الرحمن

مصنفہ فاضل اجل حضرت مولانا سید محمد حسن صاحب امروہوی بجواب عصائے موسیٰ الٰہی بخش صاحب لاہوری طیار ہے خاکسار سراج الحق نعمانی سے طلب کرنی چاہیئے۔ از قادیان

کلمات طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

کی ۴۔ دسمبر ۱۹۰۱ء بعد نماز مغرب

ایک تقریر

ایک بہت ہی ضروری امر ہے جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اگرچہ میری طبیعت بھی اچھی نہیں ہے لیکن کل نواب صاحب جو جانے والے ہیں اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ میں بیان کر دوں تا کہ وہ بھی سن لیں اور جماعت کے دوسرے لوگ بھی سن لیں اور وہ یہ ہے۔

کہ تمام انبیاء علیہم السلام جو دنیا میں آئے ہیں اگرچہ انھوں نے جو احکام دنیا کو سنائے وہ مبسوط اور مطول تھے اور بہت کچھ جزئیات بھی بیان کئے اور تمام امور جو توحید۔ تہذیب۔ معاملات اور معاد کے متعلق ہوتے ہیں غرض جسقدر امور انسان کو چاہیئے ان سب کے متعلق وہ ہر قسم کی ہدایتیں اور تعلیمیں لوگوں کو دیا کرتے تھے۔ باوجود ان ساری جزئی تعلیموں اور ہدایتوں کے ہر ایک نبی کی اصل غرض اور مقصد یہ رہا ہے کہ لوگ گناہوں سے نجات پاکر اور ہر قسم کی بدیوں اور بدکاریوں سے کلی نفرت کر کے خدا ہی کے لیے ہو جاویں۔ انسانی پیدائش کی اصل غرض اور مقصد بھی یہی ہے کہ وہ خدا ہی کے لیے ہو جائے اس لیے انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض اسی مقصد کیطرف انسان کو رہبری کرنا ہوتا ہے تا کہ وہ اپنی گم گشتہ متاع اور مقصد کو پھر حاصل کرلے۔ گناہ اگرچہ بہت ہیں اور ان کے بہت سے شعبے اور شاخیں ہیں یہاں تک کہ ہر ادنیٰ قسم کی غفلت بھی گناہ میں داخل ہے لیکن عظیم الشان گناہ جو اس مقصد عظیم کے بالمقابل انسان کو اصل مقصد سے ہٹانے کے لیے پڑا ہوا ہے وہ شرک ہے انسان کی پیدائش کی اصل غرض اور مقصد یہ ہے کہ وہ خدا ہی کے لیے ہو جائے اور گناہ اور اس کے محرکات سے بہت دور رہے اس لیے کہ جوں جوں بد قسمت انسان اس میں مبتلا ہوتا ہے اسی قدر اپنے اصلی مدعا سے دور ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ آخر گرتے گرتے ایسی سفلی جگہ پر جا پڑتا ہے جو مصائب اور مشکلات اور ہر قسم کی تکلیفوں اور دکھوں کا گھر ہے۔ جسکو جہنم بھی کہتے ہیں۔

دیکھو انسان کا اگر کوئی عضو اپنی اصلی جگہ سے ہٹا دیا جاوے مثلاً بازو ہی اگر اتر جاوے یا ایک انگلی یا انگوٹھا ہی اپنے اصلی مقام سے ہٹ جاوے تو کسقدر درد اور کرب پیدا ہوتا ہے۔ یہ جسمانی نظارہ روحانی اور اخروی عالم کے لیے ایک زبردست دلیل ہے اور جہنم کے وجود پر ایک گواہ ہے۔ گناہ یہی ہوتا ہے کہ انسان اس مقصد سے جو اس کی پیدائش سے رکھا گیا ہے دور ہٹ جاوے پس اپنے محل سے ہٹنے میں صاف درد کا ہونا ضروری ہے۔ تو شرک ایسی چیز ہے کہ جو انسان کو اس کے اصلی مقصد سے ہٹا کر جہنم کا وارث بنا دیتا ہے۔

شرک کی کئی قسم ہیں ایک تو وہ موٹا اور صریح شرک ہے جس میں ہندو۔ عیسائی۔ یہود اور دوسرے بت پرست لوگ گرفتار ہیں جس میں کسی انسان یا پتھر یا اور بیجان چیزوں یا قوتوں یا خیالی دیویوں اور دیوتاؤں کو خدا بنا لیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ شرک ابھی تک دنیا میں موجود ہے لیکن یہ زمانہ روشنی اور تعلیم کا کچھ ایسا زمانہ ہے کہ عقلیں اس قسم کے شرک کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگ گئی ہیں یہ جدا امر ہے کہ وہ قومی مذہب کی حیثیت سے بظاہر ان بیہودگیوں کا اقرار کریں لیکن دراصل بالطبع لوگ ان سے متنفر ہوتے جاتے ہیں۔

مگر ایک اور قسم کا شرک ہے جو مخفی طور پر زہر کی طرح اثر کر رہا ہے اور وہ اس زمانہ میں بہت بڑھتا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد بالکل نہیں رہا

ہم یہ ہرگز نہیں کہتے اور نہ ہمارا یہ مذہب ہے کہ اسباب کی رعایت بالکل نہ کی جاوے کیونکہ خدا تعالیٰ نے رعایت اسباب کی ترغیب دی ہے اور اس حد تک جہاں تک یہ رعایت ضروری ہے اگر رعایت اسباب نہ کی جاوے تو انسانی قویٰ کی بیحرمتی کرنا اور خدا تعالیٰ کے ایک عظیم الشان فعل کی توہین کرنا ہے۔ کیونکہ ایسی حالت میں جبکہ بالکل رعایت اسباب کی نہ کی جاوے ضروری ہوگا کہ تمام قوتوں کو جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کی ہیں بالکل بیکار چھوڑ دیا جاوے اور ان سے کوئی کام نہ لیا جاوے اور ان سے کام نہ لینا اور انکو بیکار چھوڑ دینا خدا تعالیٰ کے فعل کو لغو اور عبث قرار دینا ہے۔ جو بہت بڑا گناہ ہے پس ہمارا یہ منشا اور مذہب ہرگز نہیں کہ اسباب کی رعایت بالکل ہی نہ کی جاوے بلکہ رعایت اسباب اپنی حد تک ضروری ہے آخرت کیلیے بھی اسباب ہی ہیں خدا تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری اور بدیوں سے بچنا اور دوسری نیکیوں کو اختیار کرنا اسی لیے ہے کہ اس عالم اور دوسرے عالم میں سکھ ملے تو گویا نیکیاں اسباب کے قائمقام ہیں۔

اسی طرح پر یہ بھی خدا تعالیٰ نے منع نہیں کیا کہ دنیوی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لیے اسباب کو اختیار کیا جاوے نوکری والا نوکری کرے زمیندار اپنی زمینداری کے کاموں میں رہے مزدور مزدوریاں کریں تا وہ اپنے عیال و اطفال اور دوسرے متعلقین اور اپنے نفس کے حقوق کو ادا کر سکیں۔ پس ایک جائز حد تک یہ سب درست ہے اور اسکو منع نہیں کیا جاتا۔ لیکن جب انسان حد سے تجاوز کر کے اسباب ہی پر پورا بھروسہ کر لے اور سارا دارومدار اسباب ہی پر جا ٹھیرے تو یہ وہ **شرک** ہے جو انسان کو اس کے اصلی مقصد سے دور پھینک دیتا ہے۔

مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو میں بھوکا
مرجاتا یا اگر یہ جائیداد یا فلاں کام نہ ہوتا
تو میرا برا حال ہو جاتا فلاں دوست نہ ہوتا
تو تکلیف ہوتی۔ یہ امور اس قسم کے ہیں کہ خدا
تعالے ان کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ کہ جائداد
یا اور اسباب و احباب پر اسقدر بھروسا
کیا جاوے کہ خدا تعالے سے بکلی دور جا پڑے
یہ خطرناک شرک ہے جو قرآن شریف کی
تعلیم کے صریح خلاف ہے جیسا کہ اللہ تعالے
نے فرمایا

وَرِزْقُكُمْ فِي السَّمَاءِ وَمَا تُوعَدُونَ

اور فرمایا

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

اور فرمایا

مَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

اور فرمایا

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

قرآن شریف اس قسم کی آیتوں سے بھرا پڑا ہے
کہ وہ متقیوں کا متولی اور متکفل ہوتا ہے
تو پھر جب انسان اسباب پر تکیہ اور توکل کرتا
ہے تو گویا خدا تعالے کی ان صفات کا انکار
کرتا ہے اور ان اسباب کو ان صفات سے
حصہ دیتا ہے۔ اور ایک اور خدا اپنے
لیے ان اسباب کا تجویز کرتا ہے۔ چونکہ وہ
ایک پہلو کیطرف جھکتا ہے اس سے شرک
کیطرف گویا قدم اٹھاتا ہے جو لوگ حکام
کیطرف جھکے ہوئے ہیں اور ان سے انعام یا
خطاب پاتے ہیں ان کے دل میں انکی عظمت
خدا کی سی عظمت داخل ہو جاتی ہے وہ ان کے پرستار
ہو جاتے ہیں اور یہی ایک امر ہے جو توحید کا
استیصال کرتا ہے اور انسان کو اس کے
اصلی مرکز سے ہٹا کر دور پھینکدیتا ہے۔ پس
انبیا علیہم السلام یہ تعلیم دیتے ہیں کہ
اسباب اور توحید میں تناقض نہ ہونے پاوے
بلکہ ہر ایک اپنے اپنے مقام پر رہے اور
مآل کار توحید پر جا ٹھیرے۔

وہ انسان کو یہ سکھانا چاہتے ہیں کہ
ساری عزتیں سارے آرام اور حاجات براری
کا متکفل خدا ہی ہے۔ پس اگر اس کے مقابل
میں کسی اور کو بھی قائم کیا جاوے تو صاف
ظاہر ہے کہ دو ضدوں کے تقابل سے ایک
ہلاک ہو جاتی ہے۔

اس لیے مقدم ہے کہ خدا تعالے کی توحید
ہو۔ رعایت اسباب کی جاوے اسباب کو
خدا نہ بنایا جاوے اسی توحید سے ایک محبت
خدا تعالے سے پیدا ہوتی ہے جبکہ انسان
یہ سمجھتا ہے کہ نفع و نقصان اسی کے ہاتھ
میں ہے محسن حقیقی وہی ہے ذرہ ذرہ اسی سے
ہے کوئی دوسرا درمیان نہیں آتا جب انسان
اس پاک حالت کو حاصل کرے تو وہ موحد
کہلاتا ہے غرض ایک حالت توحید کی یہ
ہے کہ انسان پتھروں یا انسانوں یا اور کسی
چیز کو خدا نہ بناوے بلکہ انکو خدا بنانے سے
بیزاری اور نفرت ظاہر کرے اور دوسری
حالت یہ ہے کہ رعایت اسباب سے
یہ گزرے۔

تیسری قسم یہ ہے کہ اپنے نفس اور وجود
کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھا دیا جاوے
اور اسکی نفی کی جاوے بسا اوقات انسان
کے زیر نظر اپنی خوبی اور طاقت بھی ہوتی ہے
کہ فلاں نیکی میں نے اپنی طاقت سے کی ہے
انسان اپنی طاقت پر ایسا بھروسہ کرتا ہے
کہ ہر کام کو اپنی ہی قوت سے منسوب کرتا ہے
انسان موحد تب ہوتا ہے کہ جب اپنی
طاقتوں کی بھی نفی کرے۔

لیکن اب اجگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے
کہ انسان جیسا کہ تجربہ دلالت کرتا ہے عموماً
کوئی نہ کوئی حصہ گناہ کا اپنے ساتھ رکھتے
ہیں بعض موٹے گناہوں میں مبتلا ہوتے
ہیں اور بعض اوسط درجہ کے گناہوں میں
اور بعض باریک در باریک قسم کے گناہوں کا
شکار ہوتے ہیں۔ جیسے بخل ریا کاری یا
اور اسی قسم کے گناہ کے حصوں میں گرفتار
ہوتے ہیں جب تک ان سے رہائی نہ ملے
انسان اپنے گم شدہ انوار کو حاصل نہیں
کرسکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالی نے
بہت سے احکام دیے ہیں بعض ایسے
ایسے ہیں کہ ان کی بجا آوری ہر ایک کو میسر
نہیں ہے مثلاً حج یہ اس آدمی پر فرض ہے
جسے استطاعت ہو پھر راستہ میں امن ہو
پیچھے جو متعلقین ہیں انکے گذارہ کا بھی
معقول انتظام ہو۔ اور اسی قسم کی ضروری
شرائط پوری ہوں تو حج کرسکتا ہے ایسا
ہی زکوۃ ہے یہ وہی دے سکتا ہے جو
صاحب نصاب ہو۔ ایسا ہی نماز میں بھی
تغیرات ہو جاتے ہیں لیکن ایک بات پر
جس میں کوئی تغیر نہیں وہ ہے

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اصل یہی بات ہے اور باقی جو کچھ ہے وہ
سب اس کے تکملات ہیں توحید کی تکمیل نہیں
ہوتی جب تک عبادات کی بجا آوری نہ ہو۔
اس کے یہی معنے ہیں کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے والا اس
وقت اپنے اقرار میں سچا ہوتا ہے کہ حقیقی
طور پر عملی پہلو سے بھی وہ ثابت کر دکھائے
کہ حقیقت میں اللہ کے سوا کوئی دوسرا
محبوب و مطلوب اور مقصود نہیں ہے
جب اس کی یہ حالت ہو اور واقعی طور
پر اس کا ایمانی اور عملی رنگ اس اقرار کو
ظاہر کرنے والا ہو تو وہ خدا تعالی کے
حضور اس اقرار میں جھوٹا نہیں ساری
مادی چیزیں جل گئی ہیں اور ایک فنا
اس کے ایمان میں آگئی ہے تب وہ لَا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ منہ سے نکالتا ہے
اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جو اس کا
دوسرا جزو ہے وہ نمونہ کے لیے ہے کیونکہ
نمونہ اور نظیر سے ہر بات سہل ہو جاتی ہے
انبیاء علیہم السلام نمونوں کے لیے
آتے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
جمیع کمالات کے نمونوں کے جامع تھے
کیونکہ سارے نبیوں کے نمونے آپ میں جمع
ہیں

آپ کا نام اسی لیے محمد ہوا کہ اس کے
معنی ہیں نہایت تعریف کیا گیا۔ محمد وہ
ہوتا ہے جس کی زمین و آسمان پر تعریف
ہوتی ہے بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دنیا
کے لوگوں نے انکو نہایت حقارت کی نگاہ
سے دیکھا انھیں ذلیل سمجھا اور بخیال خویش
ذلیل کیا لیکن آسمان پر ان کی عزت اور تعریف

ہوتی ہے وہ خدا تعالےٰ کے حضور راستباز ہوتے ہیں ٭ اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ دنیا اُن کی تعریف کرتی ہے ہر طرف سے واہ واہ ہوتی ہے مگر آسمان اُنپر لعنت کرتا ہے خدا اور اُس کے فرشتے اور مقرب اُس پر لعنتہ بھیجتے ہیں۔ تعریف نہیں کرتے مگر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم زمین و آسمان دونوں جگہ میں تعریف کیے گئے۔ اور یہ فخر اور فضل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ملا ہے۔ جس قدر پاک گروہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ملا وہ کسی اور نبی کو نصیب نہیں ہوا۔ یوں تو حضرت موسیٰ کو بھی کئی لاکھ آدمیوں کی قوم مل گئی مگر وہ ایسے مستقل مزاج یا ایسی پاکباز اور عالی ہمت قوم نہ تھی جیسی صحابہ کی تھی رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ۔ قوم موسیٰ کا یہ حال تھا کہ رانکو موسیٰ بن تو دنکو مرتد بن آنحضرت اور آپکے صحابؓ کا حضرت موسیٰ اور اسکی قوم گویا کل دنیا کا مقابلہ ہوگیا۔ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو جو جماعت ملی وہ ایسی پاکباز اور خدا پرست اور مخلص تھی کہ اُس کی نظیر کسی دنیا کی قوم اور کسی نبی کی جماعت میں ہرگز پائی نہیں جاتی احادیث میں ان کی بڑی بڑی تعریفیں آئی ہیں یہانتک فرمایا کہ اَللّٰہُ اَللّٰہُ فِیْ اَصْحَابِیْ اور قرآن شریف میں بھی ان کی تعریف ہوئی یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّہِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا۔ موسیٰ کی جماعت جن مشکلات اور مصائب طاعون وغیرہ کے نیچے آئی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی طیار کردہ جماعت اس سے ممتاز اور محفوظ رہی۔ اس نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی قوت قدسی اور انفاس طیبہ اور جذب الی اللہ کی قوت کا پتہ لگتا ہے کہ کیسی زبردست قوتیں آپ کو عطا کی گئی تھیں جو ایسا پاک اور جان نثار گروہ اکٹھا کر لیا ٭ یہ خیال بالکل غلط ہے جو جاہل لوگ کہہ دیتے ہیں کہ یونہی لوگ ساتھ ہو جاتے ہیں۔ جب تک ایک قوت جذب اور کشش کی نہ ہو کبھی ممکن نہیں ہے کہ لوگ جمع ہو سکیں۔ میرا مذہب یہی ہے کہ آپ کی قوت قدسی ایسی تھی کہ کسی دوسرے

نبی کو دنیا میں نہیں ملی۔ اسلام کی ترقی کا راز یہی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی قوت جذب بہت زبردست تھی اور پھر آپ کی باتوں میں وہ تاثیر تھی کہ جو سُنتا تھا وہ گرویدہ ہو جاتا تھا جن لوگوں کو آپ نے کھینچا اُن کو پاک صاف کر دیا اور اُس کے ساتھ ہی آپ کی تعلیم ایسی سادہ اور صاف تھی کہ اس میں کسی قسم کے گورکھ دھندے اور معمے تثلیث کی طرح نہیں ہیں ٭ چنانچہ نپولین کی بابت لکھا ہے کہ وہ مسلمان تھا اور کہا کرتا تھا کہ اسلام بہت ہی سیدھا سادہ مذہب ہے جس نے تثلیث کی تکذیب کی ہے ٭ غرض آپ وہ دین لائے جو سیدھا سادہ ہے جو خدا کے سامنے یا انسان کے سامنے شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ قانون قدرت اور فطرت کے ساتھ ایسا وابستہ ہے کہ ایک جنگلی بھی آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے۔ تثلیث کی طرح کوئی لاینحل عقدہ اس میں نہیں جسکو نہ خدا سمجھ سکے اور نہ ماننے والے جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں۔ تثلیث قبول کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے بت پرستی اور اوہام پرستی کرے اور عقل و فکر کی قوتوں کو بالکل بے کار اور معطل چھوڑ دے۔ حالانکہ اسلام کی توحید ایسی ہے کہ ایک دنیا سے الگ تھلگ جزیرہ میں بھی وہ سمجھ میں آ سکتی ہے یہ دین عیسائی جو پیش کرتے ہیں یہ عالمگیر اور مکمل دین نہیں ہو سکتا۔ اور نہ انسان اس سے کوئی تسلی یا اطمینان پا سکتا ہے مگر اسلام ایک ایسا دین ہے جو کیا باعتبار توحید اور اعمال حسنہ اور کیا تکمیل مسائل سب سے بڑھ کر ہے۔ ہزاروں قسم کی بدکاریاں یہود یوں میں جو مُوْسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ کے ساتھ تھے پائی جاتی ہیں اور مسیح کے حواریوں کا ذکر بھی کرنا نہیں چاہیے کہ جنمیں سے ایک نے چند کھوٹے درہم لے کر اپنے آقا کو پکڑا دیا اور ایک نے لعنت کی۔ اور کسی نے بھی وفاداری کا نمونہ نہ دکھایا۔ لیکن صحابہ کی حالت کو دیکھتے ہیں تو ان میں کوئی جھوٹ بولنے والا بھی نظر نہیں آتا۔ ان کے تصور

میں بھی بجز روشنی کے کچھ نظر نہیں آتا۔ حالانکہ جب عرب کی ابتدائی حالت پر نگاہ کرتے ہیں تو وہ تحت الثریٰ میں پڑے ہوئے نظر آتے ہیں بت پرستی میں منہمک تھے یتیموں کا مال کھانے اور ہر قسم کی بدکاریوں میں دلیر اور بے باک تھے ڈاکوؤں کی طرح گذارا کرتے تھے گویا سر سے پیر تک نجاست میں غرق تھے پھر میں پوچھتا ہوں کہ وہ کونسا عظیم الشان اسم اعظم تھا جس نے انکی جھٹ پٹ کایا پلیٹ دی اور ان کو ایسا نمونہ بنا دیا کہ جس کی نظیر دنیا کی قوموں میں ہرگز نہیں ملتی ہے رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا اگر اور کوئی بھی معجزہ پیش نہیں تو اس حیرت انگیز پاک تبدیلی کے مقابلہ میں کسی خود ساختہ خدا کا ہی کوئی معجزہ ہمیں دکھلائے ٭ ایک آدمی کا درست کرنا مشکل ہوتا ہے مگر یہاں تو ایک قوم طیار کی گئی کہ جنھوں نے اپنے ایمان اور اخلاص کا وہ نمونہ دکھایا کہ بھیڑ بکری کیطرح اس سچائی کے لیے ذبح ہو گئے جسکو اُنھوں نے اختیار کیا تھا ٭ حقیقت یہ ہے کہ وہ زمینی نہ رہے تھے بلکہ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تعلیم۔ ہدایت اور موثر نصیحت نے اُن کو آسمانی بنا دیا تھا۔ قدسی صفات اُن میں پیدا ہو گئی تھیں دنیا کی خباثتوں اور ریاکاریوں سے وہ ایسے سبک اور ہلکے پھلکے کر دیے گئے تھے کہ انہیں پرواز کی قوت پیدا ہو گئی تھی۔ یہ وہ نمونہ ہے جو ہم اسلام کا دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں یہی اصلاح اور ہدایت کا باعث تھا جو اللہ تعالےٰ نے پیشگوئی کے طور پر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا نام مُحَمَّد رکھا جس سے زمین پر بھی آپ کی ستایش ہوئی۔ کیونکہ آپ نے زمین کو امن۔ صلحکاری۔ اور اخلاق فاضلہ اور نیکو کاری سے بھر دیا تھا۔ مینے پہلے بھی کہا ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے جسقدر اخلاق ثابت

ہوئے ہیں وہ کسی اور نبی کے نہیں۔ کیونکہ اخلاق کے اظہار کے لیے جبتک موقع نہ ملے کوئی اخلاق اخلاق ثابت نہیں ہوسکتا ....

مثلاً سخاوت ہے لیکن اگر روپیہ نہ ہو تو اسکا ظہور کیونکر ہو۔ ایسا ہی کسی کو لڑائی کا موقع نہ ملے تو شجاعت کیونکر ثابت ہو۔ ایسا ہی عفو اس صفت کو وہ ظاہر کرسکتا ہے جسے اقتدار حاصل ہو ......

غرض سب خلق موقع سے وابستہ ہیں۔ اب سمجھنا چاہیے کہ یہ کیسا فضل خدا کے فضل کی بات ہے کہ آپ کو تمام اخلاق کے اظہار کے موقعے ملے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وہ موقعے نہیں ملے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخاوت کا موقعہ ملا۔ آپ کے پاس ایک موقع پر بہت سی بھیڑ بکریاں تھیں ایک کافر نے کہا کہ آپ کے پاس اسقدر بھیڑ بکری جمع ہیں کہ قیصر و کسریٰ کے پاس بھی اسقدر نہیں آپ نے سب کی سب اسکو بخشدیں وہ اسی وقت ایمان لے آیا۔ کہ نبی کے سوا اور کوئی اس قسم کی عظیم الشان سخاوت نہیں کرسکتا۔ مکہ میں جن لوگوں نے دکھ دیے تھے جب آپ نے مکہ کو فتح کیا تو آپ چاہتے تو سب کو ذبح کردیتے۔ مگر آپ نے رحم کیا اور لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کہدیا۔ آپ کا بخشنا تھا کہ سب مسلمان ہوگئے۔ اب اس قسم کے عظیم الشان اخلاق فاضلہ کیا کسی نبی میں پائے جاتے ہیں ؟ ہرگز نہیں وہ لوگ جنھوں نے آپ کی ذات خاص اور عزیزوں اور صحابہ کو سخت تکلیفیں دیں تھیں اور نا قابل عفو ایذائیں پہونچائی تھیں آپ نے سزا دینے کی قوت اور اقتدار کو پاکر فی الفور اُن کو بخشدیا حالانکہ اگر ان کو سزا دیجاتی تو یہ بالکل انصاف اور عدل تھا۔ مگر آپ نے اُس وقت اپنے عفو اور کرم کا نمونہ دکھایا۔ یہ وہ امور تھے کہ علاوہ معجزات کے صحابہ پر مؤثر ہوئے تھے اس لیے آپ اسم باسمٰے محمد ہوگئے تھے صلی اللہ علیہ وسلم اور زمین پر آپ کی حمد ہوتی تھی۔ اور اسی طرح آسمان پر بھی آپ کی تعریف ہوتی تھی اور آسمان پر بھی آپ محمد تھے یہ نام آپ کا اللہ تعالےٰ نے بطور نمونہ کے دنیا کو دیا ہے جبتک انسان اس قسم کے اخلاق اپنے اندر پیدا نہیں کرتا۔ کچھ فائدہ نہیں ہوتا اللہ تعالےٰ کی محبت کامل طور پر انسان اپنے اندر پیدا نہیں کرسکتا جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور طرز عمل کو اپنا رہبر اور ہادی نہ بنالے چنانچہ خود اللہ تعالےٰ نے اسکی بابت فرمایا ہے قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

یعنی محبوب الٰہی بننے کے لیے ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جاوے۔ سچی اتباع آپ کے اخلاق فاضلہ کا رنگ اپنے اندر پیدا کرنا ہوتا ہے مگر افسوس ہے کہ آجکل لوگوں نے اتباع سے مراد صرف رفع یدین۔ آمین بالجہر اور رفع سبابہ ہی کے لیا ہے باقی امور کو جو اخلاق فاضلہ آپ کے تھے انکو چھوڑ دیا یہ منافق کا کام ہے کہ آسان اور چھوٹے امور کو بجالاتا ہے اور مشکل کو چھوڑتا ہے سچے مومن تو مخلص مسلمان کی ترقیوں اور ایمانی درجوں کا آخری نقطہ تو یہی ہے کہ وہ سچا متبع ہو اور آپ کے تمام اخلاق کو حاصل کرے جو سچائی کو قبول نہیں کرتا ہے وہ اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے کروڑوں مسلمان دنیا میں موجود ہیں اور مسجدیں بھی بھری ہوئی نظر آتی ہیں مگر کوئی برکت اور ظہور ان مسجدوں کے بھرے ہوے ہونے سے نظر نہیں آتا ؟ اس لیے کہ یہ سب کچھ جو کیا جاتا ہے محض رسوم اور عادات کے طور پر کیا جاتا ہے۔ وہ سچا اخلاص اور وفا جو ایمان کے حقیقی لوازم ہیں ان کے ساتھ پائے نہیں جاتے سب عمل ریاکاری اور نفاق کے پردوں کے اندر مخفی ہوگئے ہیں جوں جوں انسان ان کے حالات سے واقف ہوتا جاتا ہے اندر سے گند اور خبث نکلتا آتا ہے مسجد سے نکل کر گہری تفتیش کرو تو یہ ننگ اسلام نظر آئینگے مثنوی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک کوٹھا ہزار من گندم کا بھرا ہوا خالی ہوگیا اگر چوہے اسکو نہیں کھا گئے تو وہ کہاں گیا۔ پس اسی طرح پر پچاس برس کی نمازوں کی جب برکت نہیں ہوئی اگر ریا اور نفاق نے انکو باطل اور حبط نہیں کیا تو وہ کہاں گئیں۔ خدا کے نیک بندوں کے آثار ان میں پائے نہیں جاتے۔ ایک طبیب جب کسی مریض کا علاج کرتا ہے۔ اگر وہ نسخہ اُس کے لیے مفید اور کارگر نہ ہو تو چندروز کے تجربے کے بعد اسکو بدلدیتا ہے اور پھر تشخیص کرتا ہے۔ لیکن ان مریضوں پر تو وہ نسخہ استعمال کیا گیا ہے جو ہمیشہ مفید اور زود اثر ثابت ہوا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے نسخہ کے استعمال میں غلطی اور بد پرہیزی کی ہے یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ارکان اسلام میں غلطی تھی اور نماز روزہ حج زکوٰۃ مؤثر علاج نہ تھا۔ کیونکہ اس نسخہ نے ان مریضوں کو اچھا کیا جن کی نسبت لاعلاج ہونے کا فتویٰ دیا گیا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ جن لوگوں نے ان ارکان کو چھوڑ کر اور بدعتیں تراشی ہیں یہ انکی اپنی شامت اعمال ہے ورنہ قرآن شریف تو کہہ چکا تھا اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ اکمال دین ہوچکا تھا اور اتمام نعمت بھی خدا کے حضور پسندیدہ دین اسلام ٹھیر چکا تھا۔ اب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال خیر کی راہ چھوڑ کر اپنے طریقے ایجاد کرنا اور قرآن شریف کی بجائے اور وظائف اور کافیاں پڑھنا یا اعمال صالحہ کے بجائے قسم قسم کے ذکر اذکار نکال لینا یہ لذت روح کے لیے نہیں ہے بلکہ لذت نفس کی خاطر ہے لوگوں نے لذت نفس اور لذت روح میں فرق نہیں کیا اور دونوں کو ایک ہی چیز قرار دیا ہے حالانکہ وہ دو مختلف چیزیں ہیں اگر لذت نفس اور لذت روح ایک ہی چیز ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ ایک بدکار عورت کے گانے سے بدمعاش کو

تصدیق المسیح

ذیل میں ہم ایک قصیدہ درج کرتے ہیں جو ضمیمہ شحنۂ ہند میں چھپے ہوئے قصیدہ کا جواب ہے *

جس خوبی اور عمدگی سے اس قصیدہ میں تصدیق المسیح کے مضمون کو ادا کیا ہے وہ قابل داد ہے * اب ہم بدون کسی تمہید کے اس قصیدہ کو درج کرتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

جناب ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مولوی عبد العزیز خلف مولوی غلام رسول مرحوم ساکن قلعہ میاں سنگھ نے ایک قصیدہ یائیہ لکھا ہے جسپر غیر مقلدین کو بڑا ناز ہے اور وہ جا بجا کہتے پھرتے ہیں کہ یہ قصیدہ بے نظیر ہے اسکا جواب ناممکن ہے بہا اس قصیدہ کا شعر بشعر جواب ارسال کرتا ہوں۔

اُمید کہ نہ صرف مولوی صاحب موصوف بلکہ تمام اہل اسلام غور سے مطالعہ فرما کر شیوۂ اتقا اختیار کریں گے جن ابیات میں مولوی عبد العزیز نے ایک تیکدل بزرگ باپ کا بیٹا ہو کر خدا کے برگزیدہ امام کو سخت و سست کہا ہے ان کا جواب نہیں دیا گیا۔

راقم حضرت مسیح موعود کا ایک ادنے خادم

قصیدہ

تصدیق المسیح

اسی وزن اسی قافیہ پر

بشکر منعم ایماں براہ احسانی
نکرد او پاک نبی را نزول روحانی

دہم جواب عزیزے کہ در قصیدہ خود
شدہ ست قاصد رد ثبوت قرآنی

غلام احمد مرسل شدہ مثیل مسیح
کانبیاء و نبی اسرائیل میدانی

بہ نور خواں بتدبر تو وعدۂ استخلاف
ز حرف شبہ رود شبہتت بآسانی

بمرد عیسی مریم کہ شاہد اند بر و
بیان احمد و صدیق و نص قرآنی

ببیں بآیت قرآں قد خلت من قبل
وفات یاب شدہ ہر رسول یزدانی

نمود فیصلہ اجماع آں جماعت پاک
کہ زندہ ہیچ نبی نے بجسم انسانی

نوشتہ است ہمیں قصہ در کتاب حدیث
عجب کہ منکر قول رسول یزدانی

ترا بفوت مسیحا چرا یقیں آید
چو در نبی تو توفیتنی ہمی خوانی

نوشت سیّد احسن جواب مہر علی
فزود در دل عالم چہ نور ایمانی

ثبوت داد کہ مرفوع صد ملعون ہست
محال ہست بگردوں صعود جسمانی

ترانہ شرم ہمی آید از کلام بدت
بمرد احمد و زندہ مسیح نصرانی

چہ فرق ماند میان مسیحی و مسلم
یقیں نمود چو رفع و نزول جسمانی

بگفت سیّد کونین اِمامکم منکم
شدی مخالف فرمانش ظالم جانی

تراں کفر و ضلالت چو ختم می سازد
طلوع صبح صداقت شود بتابانی

مراد و معنی منزلال دقدیر کردیان
بگفت باطن معنی زبطن قرآنی

قصور چشمۂ خور نیست گر نہ بیند کور
بخواں بقول خود را بچشم امعانی

جدا نہ جسم نبی گشت عائشہؓ گوید
تو کیستی کہ کنی رد قول حقانی

چرا بحث لطیف و کثیف می آئی
رسول نیست مگر یک بشر اگر دانی

پے صعود سماء چو کافراں کردند
ہمیں جواب بداد ند زامر سبحانی

بجسم نور عروج رسول شد بسما
بعین حالت بیداری کہ میدانی

بحد عدل بیارید معجزات مسیح
کہ نیست خالق عالم جو ذات سبحانی

بشر شریک صفات خدا نمی باشد
کہ گوئی شان مطلق ورا بنادانی

بحرف آنکہ چو لا کیر جعون گفت خدا
حیات مردہ باعجاز قول شیطانی

بحق ختم رسل آمدہ لما یحییکم
چرا مراد نداری حیات جسمانی

شفائے دیدۂ اکمہ بمعنی شب کور
مسلم ست ز اعجاز نزد حقانی

تو چو سالک ایں راہ بے خبر ہستی
بگو حقیقت روح امیں چہ میدانی

نداد نعمت علمی ترا خدائے قدیر
خموش باش کہ نابلد شہر عرفانی

چو میرزا کند اقرار اتباع رسول
بگفت ایں ہمہ فیض نبی سبحانی

اگر حقیقت یا جوج گفت می دانم
چہ شد کہ ہست غلام رسول یزدانی

بداد فتوی تکفیر گر میاں صاحب
خلاف مذہب حق از طریق عدوانی

عجب مدار ہمیں ہست مسلک علما
ببیں فتاوی تکفیر پیر جیلانی

ز دست شاں نہ اماں یافت شاہ حقیں
نہ بو حنیفہ نہ مالک نہ شافعی دانی

ہنیاء و حسن و برہان حکیم امت ما
ساربک اند نہ از مرداں خدا دانی

چرا نداد جواب کتاب تفسیرے
کند چو مہر علی دعوے زبان دانی

بمردہ اند ہمہ عالمان خطۂ ہند
مجال بحث ندارند از پریشانی

کجا ست شوکت میر محلہ رئیس اہل حدیث
کند ز کبر و منی او علائے لسانی

نویسد از قلم خود جواب تفسیرے
کہ نسبت سب و شتم شیوہ مسلمانی

بصیرت ست شناسندہ امام زماں
بکفر اعور و اعمی ز نور ایمانی

عیاں نشان ضلالت ز چہرہ اش گفتی
ہمیں بحق نبی گفتہ شد بنادانی

رخ رسول چو بو بکر دید مومن شد
فزود مرد شقی را بکفر و طغیانی

دعائے خیر کنم در جواب سب و شتم
کہ در قصیدہ خود دادہ ای بنادانی